ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

جولائی 2007

مسلم ار عاشق نہ باشد کافر است

حاصلِ زندگی --- محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور زراعت

حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ضروری دعائیں

عظیم تر بنائیں گے پیارے پاکستان کو

شیرانِ اسلام کا قافلہ رواں دواں

نغمہ توحید

تری الفت کو یا رب زیست کا حاصل سمجھتے ہیں
ترے غم کو علاجِ اِضطرابِ دل سمجھتے ہیں!
ترے جلوے سے ہے رنگیں سارا گلشنِ ہستی
وگرنہ ، کچھ نہیں دنیائے آب و گل سمجھتے ہیں
شہِ دیں نے کیا اعلان جس کی کبریائی کا
اسی محبوب کو معبودِ جان و دل سمجھتے ہیں
توکل ہے جنہیں اپنے خدا کی کارسازی پر
وہ ہر طوفانِ غم کو عیش کا ساحل سمجھتے ہیں
رضائے حق پر جو قربان کر دے ہر توانائی !
نظر والے اُسی کو بندۂ کامل سمجھتے ہیں
غنی وہ ہے جسے بخشی گئی عرفان کی دولت
اسی کو ہم عظیم و غالب و مقبل سمجھتے ہیں
تُو اے دشمن خدا کے ، مٹنے والا ہے زمانے سے
ترے ظلم و ستم کو ہم ترا قاتل سمجھتے ہیں
خدا حق ، مصطفیٰ حق اور نظامِ مصطفیٰ حق ہے
جو منکر ہے، اُسے ہم قوم کا قاتل سمجھتے ہیں
طبیبوں سے مریض دردِ عصیاں کا مداوا کیا
مرض آسیؔ کا بس اک مرشدِ کامل سمجھتے ہیں

زمزمہ رسالت

مدینے کو زمین و آسمان کا دل سمجھتے ہیں
یہاں کے ذرے ذرے کو مہِ کامل سمجھتے ہیں
جو اہل عشق ہے ہم اس کو صاحب دل سمجھتے ہیں
اسی کے دل کو ہم کونین کا حاصل سمجھتے ہیں
وہ آئے رحمۃ العالمین بن کر زمانے میں !
سب اپنے آپ کو سائل ،انہیں با دل سمجھتے ہیں
یہ دنیا کیا ہے؟ جلوہ گاہِ خورشیدِ رسالت سمجھتے ہیں
اِسے اہلِ نظر سرکار کی محفل سمجھتے ہیں
نبی کا عشق کر دیتا ہے آساں ان مراحل کو
جنہیں اہلِ خِرد اپنے لئے مشکل سمجھتے ہیں
تمنا ہے جنھیں راہِ وفا میں جان دینے کی
وہی گویا فریب ہستی باطل سمجھتے ہیں
جسے عشقِ نبی میں اشک برسانا نہیں آتا
اسے انساں نہیں محض ایک مشت گل سمجھتے ہیں
نبی تسلیم کرکے بھی جو ان کی مثل بنتا ہے
اسے کونین کا سب سے بڑا جاہل سمجھتے ہیں
یہ حمد و نعت تازہ نقش لا ثانی کا صدقہ ہے
وگرنہ تو ہے آسیؔ جس قدر قابل سمجھتے ہیں

حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو

علمبردینِ حق کی عظیم تحریک شیرانِ اسلام کا ترجمان

ماہنامہ مجلہ الحقیقہ پاکستان

جمادی الآخر سنہ ۱۴۲۸ھ جولائی سنہ 2007 جلد نمبر 7 شمارہ نمبر 8

زیرِ سرپرستی

شیخِ طریقت حضور مفکرِ اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی

مدیر مسئول: محمد عطاء الحق نقشبندی حسینی

نگران: حاجی عبدالرزاق

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد

مدیر مسئول: ممنون احمد آسوی حسینی

مدیر منتظم: شمس الدین نقشبندی

شوکت علی

مجلس مشاورت

- صابر حسین شاہ بخاری
- صاحبزادہ نور المصطفےٰ
- علامہ شفقات احمد نقشبندی
- ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری
- محمد رضا ء الدین صدیقی
- اخلاق احمد نقشبندی

قانونی مشیر: محمد اکبر چوہدری ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

کمپوزر: محمد اکرام محمد ناظم

زرِ تعاون

پاکستان فی پرچہ -/15 روپے سالانہ

بذریعہ ڈاک -/150 فی پرچہ سالانہ چندہ

یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

فہرست

لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر
0542-451997

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی علی پور شریف
0542-451737

پبلشر: محمد عطاء الحق نے المدین پرنٹرز داتا دربار مارکیٹ سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی مرکز شریف سے شائع کیا۔ فون 0542-451734

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریہ

مسلم ار عاشق نہ باشد کافر است

ادارہ

حضور خواجہ کونین سرور دارین ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور عالمین کا ہر طبقہ، ہر فرد آپ ﷺ کی رحمت سے فیضیاب ہوتا رہا ہے، ہو رہا ہے اور شام ابد تک ہوتا رہے گا۔ حضور اکرم، نور مجسم ﷺ نے تشریف لا کر دنیا کی کایا پلٹ دی اور ظلمت اوہام میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو ایمان و شعور کا ساحل ہی نہیں دکھایا، اسے بہترین تہذیب و تمدن سے روشناس بھی کیا۔ آج اگر دنیا کے کسی گوشے میں امن و آزادی، عدل و انصاف، مہر و مروت انسانی حقوق، اعلیٰ اخلاق اور مذہبی رواداری موجود ہے یا اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تو بالواسطہ یا بلا واسطہ فیض ہے تعلیمات اسلام کا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا دین جہاں جہاں پہنچا ظلم و ستم کے طوفان تھم گئے اور رحم و کرم کے بادل برستے گئے بہر حال دنیائے انسانیت پر سیدہ آمنہ کے لال حضور خواجہ عالم ﷺ کے جو اَن گنت احسانات ہیں ان کا انکار ممکن نہیں نہ کما حقہ شکر ادا کرنا۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان عالمگیر احسانات کا تقاضا تو یہ ہے کہ سارے بنی نوع انسان آپ کی بے پایاں رحمت و عظمت کا اعتراف کریں اور سسکتی انسانیت کو نئی زندگی عطا فرمانے کے شکرانے میں عمر بھر آپ کے گُن گاتے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہوتا بھی آیا ہے ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں اور عیسائیوں کے اکثر بڑے بڑے رہنماؤں اور عظیم مفکروں نے اپنے اس بے مثل محسن کی بارگاہ میں ہمیشہ خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انسانیت اگر محسن شناسی کا نام ہے تو حضور ﷺ کی محبت و عقیدت کے بغیر انسان، انسان کیونکر کہلا سکتا ہے احادیث گواہ ہیں کہ جنگل کے جانوروں اور پرندے بھی حضور سید عالم ﷺ کی عظمت و رحمت کے قائل ہیں اگر انسان اشرف المخلوقات ہو کر آپ ﷺ کے احسانات کی قدر نہیں کرتا تو چوپایوں سے بھی گیا گزرا ہے اس لئے قرآن پاک میں ایسے ناقدروں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

اولئک کا لانعام بل هم اضل (وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے)

جب عام انسان حضور سرور کائنات اصل موجودات علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات کے زیر بار ہیں تو اہل اسلام پر اس کریم و اکرم آقا ﷺ کی رحمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جنہیں آپ ﷺ کے صدقے شرک و کفر سے نجات اور ایمان، قرآن، عرفان اور غفران جیسی بلند پایہ دولتیں نصیب ہوئیں اور جب انسان کو محض انسانیت کے تقاضے سے اس محسن اعظم ﷺ کی محبت سے سرشار ہونا ضروری ہے، تو مومن کے جذبہ عشق رسول ﷺ کا کیا عالم ہونا چاہئے۔ سچ پوچھئے تو ایمان دراصل محبت رسول ﷺ کا نام ہے جو عظیم احسانات واعتراف و شکر کے طور پر مومن کے دل میں ہوتی ہے۔ اگر یہ محبت نہ ہو تو ایمان غلط و بے بنیاد ٹھہرے بقول اقبال

مسلم ار عاشق نہ باشد کافر است

(یعنی مسلمان عاشق رسول ﷺ نہ ہوتو کافر ہے)

اسلام کی چودہ صد سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کے فرزند عشق رسول ﷺ کے امتحان میں ہمیشہ کامیاب و کامگار رہے ہیں۔ اور وقت کی تیز سے تیز آندھی بھی ان کا رخ در مصطفٰی علیہ التحیۃ والثنا سے نہیں پھیر سکی۔ دین حق کے اولین پرستاروں (سابقون والاولون) کو سرزمین مکہ میں کیا کیا اذیتیں نہ دی گئیں مگر کیا مجال کسی کے پاؤں میں لغزش آئی ہو۔ وہ وقت بھی آیا۔ جب انہیں اعزہ و اقارب، مال و دولت کے انبار گھر بار اور وسیع کاروبار غرض سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی مگر قربان جائیں راہ عشق کے ان مسافروں کے جنہوں نے اپنے محبوب و مطلوب ﷺ کی رضا کے لئے سب کچھ گوارا کر لیا۔ اسلام و کفر کی پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی جس میں فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کے مدمقابل آنے والے بعض باہم عزیز رشتہ دار تھے۔ مگر دین پر ہر رشتے کو وار دیا گیا۔ غرض ایمان جہاں بھی رہا اسی شان بے نیازی سے رہا۔ ایمان والے ہمیشہ عشق کی راہ پر چلے اور کبھی وقتی و دنیوی مصلحتوں کا شکار نہیں ہوئے انہوں نے ہر مقام پر اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ جسے اسلام کہتے ہیں۔

یہ شہادتگہ الفت میں قدم رکھنا ہے   لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

برصغیر ہندو پاک میں تن کے اجلے من کے کالے فرنگیوں کا دور سب سے زیادہ وحشتناک تھا۔ وہ ہر قیمت پر مسلمانوں کے سینے سے عشق رسول ﷺ کا نور نکالنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کی تدبیروں کا ایک عنوان تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرا کے اپنی تدابیر کی کامیابی جانچنا، مگر یہاں بھی شمع رسالت کے پروانے کامیاب رہے جنہوں نے تن من، دھن کی بازی لگا دی ایسی تمام ہرزہ سرائی کے وجود سے خدائی زمین پاک کر کے خود مردانہ وار جام شہادت نوش کر لیا۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمہ کے بقول

بنا کروند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اردو کا ایک اور شاعر کہتا ہے

اس قصور میں شانوں سے سر اترتے رہے   وہ کیسے لوگ تھے جو پھر بھی عشق کرتے رہے

چنانچہ جب تک عشق ﷺ کی داستانیں رقم ہوتی رہیں گی۔ غازی علم الدین شہید، غازی میاں شہید اور غازی عبدالقیوم، عامر چیمہ شہید علیہم الرحمہ کے نام تاریخ کے اوراق میں جگمگاتے رہیں گے۔

مغرب ہمیشہ سے اسلام کا دشمن رہا ہے اسے اسلام کے نام سے بیر ہے۔ ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ دور حاضر میں اس نے ایک ابلیس زادے کو "سر" کا خطاب دے کر تمام امت مسلمہ کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں، گدھے کے اوپر اگر کتابیں لاد دی جائیں تو وہ دانشور یا مفکر نہیں بن جاتا، وہ گدھے کا گدھا ہی رہتا ہے۔ برطانوی حکومت نے اس رشدی لعین کو یہ خطاب دے کر اپنی جہالت اور گدھے پن کا اظہار کیا ہے۔

رشدی کے خلاف شمع رسالت کے پروانوں کا جوش و جذبہ واقع ایمان افروز ہے، اس میں کچھ حکومتی نمائندوں نے بھی مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ کیوں نہ مسلمان ہونے کا اظہار کریں۔ کیونکہ ایمان کا دارومدار ہی رسول اکرم ﷺ کی ذات سے وابستہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین (متفق علیہ)

ترجمہ: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا تا آنکہ اسے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں

مسلمان کے لئے ایسے جملے برداشت کرنا باعث ذلت ہے۔ چاہے تمام مسلمان ختم ہو جائیں لیکن وہ اسلام دشمن قوتوں کو بھی نازیبا حرکات کی اجازت نہیں دے سکتے۔ غیر مسلم ایسی حرکات کیوں کرتے ہیں۔ کبھی کارٹونوں کی شکل میں، کبھی کسی شکل میں کس لئے صرف اور صرف ان کا ایک ہی مشن ہے کہ

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا   روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

تاریخ گواہ ہے جن لوگوں نے بھی سرکار ﷺ کی شان میں بکواس کی ان کا کیا حال ہوا۔ پچھلے دنوں ڈنمارک میں خاکے شائع کرنے والے خاندان کا کیا حال ہوا 4 جولائی 2007ء ''نوائے وقت'' کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

''اسلام آباد (آن لائن) ڈنمارک میں حضور اکرم ﷺ کے توہین آمیز کارٹون جاری کرنے والا شخص اپنے پورے خاندان کے ساتھ جل مرا۔ ایک غیر ملکی جریدے کی رپورٹ کے مطابق ڈنمارک میں حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والا شخص اپنے پورے خاندان کے ساتھ گھر میں آگ لگنے سے مرگیا تھا تاہم ڈینش حکومت نے اس خبر کو مکمل طور پر صیغہ راز میں رکھا اور ملکی میڈیا سمیت متعلقہ حکام کو بھی ہدایت کی گئی کہ وہ خبر شائع نہ کریں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے اس واقعے کے بعد متعدد مومنوں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ امت مسلمہ کفار کی سازشوں کے خلاف متحد ہو جائے اور باہمی اختلافات کو ختم کرے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ یہ پیغام جب موصول ہو تو اس کو ہر مسلمان تک پہنچایا جائے۔''

تمام اسلام دشمن اکٹھے ہو کر اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔ جو چیز مسلمانوں کو بچا رہی ہے وہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی امداد ہے، اور دن بدن اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ کیونکہ

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے   اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

انتشار کا سبب کون؟: ملکِ پاکستان نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے تحفہ ملا ہے۔ پاکستان کی تاریخ شاہد ہے کچھ ایسے نام نہاد مسلمان بھی تھے جو پاکستان بننے کے سخت مخالف تھے حتیٰ کہ بانی پاکستان کو کافر تک کہنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ جب اللہ و رسول کے فضل و کرم سے پاکستان بن گیا تو وہی لوگ پاکستان پر قابض ہونے کی کوششیں کرنے لگے۔ لیکن اندر ان کی مخالفت کی آگ نہیں بجھی تھی۔ کبھی یہ بیان دیتے کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے۔ کبھی ''قیام پاکستان اس صدی کا سب سے بڑا افراڈ ہے'' یہ سب کچھ کہنے کے باوجود خود کو وزیر اعظم کے لئے پیش کرنا کتنی جرات ہے۔ حالانکہ اندرون و بیرون ملک مذہبی و سیاسی انتشار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے وطن عزیز پاکستان کی موجودہ بگڑی ہوئی صورتحال سے ہر محبِ وطن پریشان ہے مذہب کے نام پر قیام پاکستان کے مخالف گروہ نے شریعت ''محمدیہ ﷺ'' کی بجائے شریعت نجدیہ کے نفاذ کیلئے اسلام آباد کے ایک مدرسے اور مسجد کو اسلحہ کا ڈپو اور عسکری تربیت کیلئے چھاؤنی بنا رکھی ہے جہاں طلباء و طالبات کو اسلام کی سربلندی اور جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے کی بجائے نفاذ شریعت نجدیہ کیلئے مصروف رکھا ہوا ہے اور انہیں فحاشی و عریانی کے ایشو پر اپنی مخصوص فکر اور نظریے کے فروغ کیلئے ملکی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس نام نہاد مذہبی گروہ کا تعلق قیام پاکستان کے مخالفین سے ہے جو موجودہ حکومت کے ساتھ نورا کشتی کا کھیل کھیل کر اپنے اور حکمرانوں کے بڑے پیمانے پر مفادات کے حصول کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جس سے ملک و قوم انتہائی خطرناک صورتحال سے دوچار ہے۔ اس سے قبل محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی مسلسل نظر بندی، چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری کی برطرفی کے ذریعے آزادی عدلیہ پر حملے، الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے دفاتر پر حملے اور صحافیوں کو زدوکوب کرنا، قرآن و سنت کے منافی بل کا پاس کرنا، اساتذہ کی تذلیل کرنا، بجٹ کے ذریعے غریبوں کا استحصال کرنا اور انہیں خودکشیوں اور خودسوزیوں پر مجبور کرنا، 12 مئی کو کراچی میں قتل عام کرانا، بلوچستان اور شمالی وزیرستان کے بے گناہ پاکستانی مسلمانوں کو ہلاک کرنا، قادیانیوں کو کھلی چھٹی دینا، مذہب بیزاری اور سیاسی دہشت گردی کی پشت پناہی کرنا، یہ سب حکومتی ہٹ دھرمی کا واضح اظہار ہے۔ جس سے ملکی سالمیت کو شدید خطرہ لاحق ہے ایسے حالات میں پاکستان بنانیوالے علماء و مشائخ اہلسنت کی فکر اور مشن کی امین شیران اسلام پاکستان نے ''عظیم تر پاکستان تحریک'' جاری رکھی ہوئی ہے جس کے ذریعے محبِ وطن غیور پاکستانیوں میں نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کرنا مقصود ہے تاکہ وطن عزیز کے ہر محاذ پر ملک و اسلام کے دشمن عناصر کا گھیراتنگ کیا جاسکے۔ آیئے اس مشن کی تکمیل کیلئے مصروف عمل ہو جائیں۔

اسلام اور پاکستان سے سچی محبت رکھنے والے صرف اہل سنت ہیں جو سرکار دوعالم ﷺ کے سچے غلام ہیں، اور سرکار دوعالم ﷺ پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ انہیں وردی سے سروکار ہے نہ جمہوریت سے۔ یہ صرف اور صرف ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ چاہتے ہیں۔

اتحاد ملت

کی ضرورت و صورت

قسط: 8

حضور مفکر اسلام
پروفیسر محمد حسین آسی
علیہ الرحمہ

سرمایہ ملت کے تین نگہبان: اس بات پر غور کیجئے کہ جب گاندھی کی آندھی میں بڑے بڑے عمامے اڑ رہے تھے، تقوی وطہارت کی نمائشیں خس وخشاک کی طرح اس سیلاب میں بہہ رہی تھیں، جب آیات وروایات سے عمر بھر کا تعلق ایک بت پرست پر نثار کیا جا رہا تھا، اس وقت ملت کے کام کون آیا اور کس نے گالیاں کھا کھا کر، طعنے سن سن کر الزامات کی بوچھاڑ میں مخالفانہ پراپیگنڈے کے طوفان بلاخیز کا مقابلہ کیا، وہی جو اپنے سچے اللہ کا سچا بندہ اور اپنے سچے رسول (ﷺ) کا سچا غلام تھا، یعنی مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ القوی، بلاشبہ حضرت اقبال اور حضرت قائداعظم دونوں ہمارے محسن ہیں اور بلاشبہ دونوں اس صورت حال سے پریشان تھے مگر کھل کر اس طوفان کے منہ آنا بہت ہی مشکل تھا۔ اس بہت ہی مشکل کام کیلئے قدرت مجدد بریلوی کا انتخاب کر چکی تھی اور پھر اس مرد قلندر نے اس فریضہ محبت کو اس طرح نبھایا کہ دنیا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ گاندھی کی آندھی تھم گئی، اس کے عشق میں خود رفتہ ہونے والے لیڈر اور مولوی ذلیل ہو گئے، جس گاندھی کو نبوت کے اوصاف کا حامل قرار دیا جا رہا تھا، اس کی اسلام دشمنی واضح ہوگئی، کانگرس جال میں اسلام کے وہی مدعی رہ گئے جن کا اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت کا رشتہ بہت ہی کمزور تھا، اب ملت کے فرزند دشمنوں اور دوستوں کو پہچاننے لگے، کانگرس سے کٹتے رہے اور مسلم لیگ سے ملتے گئے، چنانچہ مسلم لیگ مضبوط ہوتی گئی، پاکستان کی تشکیل کے امکانات روشن ہوتے گئے اور حکیم الامت کے خواب کی تعبیر پوری ہونے لگی۔

ہاں سوچئے اور بار بار سوچئے، شاید اس سے نازک وقت مسلمانوں پر برعظیم پاک وہند کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ آیا ہو کہ (معاذ اللہ) اسلام کی جڑیں کاٹنے کی ناپاک کوشش کرنے والے ایک عیار ومکار کو اسلام کا سب سے بڑا خیر خواہ سمجھ لیا گیا، اور دل وجان سے اس کے اشاروں پر اپنی متاع عقل ودانش کو قربان کیا جانے لگا، اس وقت مولانا محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ اگر ملت کی رہنمائی بلکہ پاسبانی نہ کرتے تو آج قوم وملک کا نقشہ کیا ہوتا، کون تصور کر سکتا ہے؟ حق یہ ہے کہ حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے سیدنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی شان میں جو لکھا ہے کہ

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار!

یقیناً اس کے مصداق اول وہی (حضرت مجدد الف ثانی) ہیں مگر مولانا احمد رضا خان بریلوی کے دور پر ایک نظر دوڑایئے اور اپنے دور میں جس طرح دشمنان اسلام کے ساتھ چومکھی لڑائی انہوں نے لڑی اور سرمایہ ملت کی نگہبانی کا فریضہ سرانجام دیا، وہ بھی لائق صد تحسین وتبریک ہے یہ سچ ہے کہ مورخین کے نزدیک اگر جلال الدین اکبر کو مزید چار سال مل جاتے تو وہ اس خطے سے اسلام کا معاذ اللہ نام ونشان مٹا دیتا۔ آج برعظیم میں اگر مشائخ کی خانقاہیں موجود ہیں یا مدارس ومساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے، اگر قرآن پاک حدیث پڑھنے والوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں یا اذان و

صلوٰۃ کا نظام قائم ہے تو یہ فیضان ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا حق یہ ہے کہ برعظیم میں جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت شیخ مجدد علیہ الرضوان کا احسان مند ہے۔

اسلام پر وہ وقت بھی بڑا نازک تھا جب برعظیم میں مرہٹوں کی قوت بڑھتی ہی جا رہی تھی اور مغلیہ سلطنت میں یہ دم خم نہیں تھا کہ ان کا مقابلہ کر سکتی۔ چنانچہ اس موقع پر اسلام کے بطل جلیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ آگے بڑھے اور انھوں نے مجاہد اعظم حضرت شاہ احمد ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کے دفاع کیلئے اور مرہٹوں کا زور توڑنے کیلئے مائل کیا۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہوتا تو بھی تاریخ سخت المناک ہوتی۔

چند سالوں کے بعد انگریزوں کی سازشوں نے دلّی تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، انھوں نے فوراً دلّی پر حکومت کا ڈھونگ تو نہیں رچایا البتہ آہستہ آہستہ سارا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مغل بادشاہ ان کا وظیفہ خوار بن گیا ظاہر ہے ایک خوفناک انقلاب آرہا تھا اور انگریز ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق پیش قدمی کر رہے تھے مگر غالب، ذوقؔ اور دوسرے بڑے بڑے شعراء اس وقت موجود تھے، مگر افسوس ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ کتنے تعجب اور دکھ کی بات ہے کہ مسلمانوں کا سب کچھ لٹ رہا تھا مگر لال قلعہ دہلی میں مشاعروں کی گونج تھی۔ ہاں یہ بے چینی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ تک تو محسوس ہوتی ہے، وہ اشاروں کنایوں میں بات کر جاتے تھے، اسلام کی غیرت بھی ان کے لفظوں سے ٹپکتی ہے، وہ بڑے پادریوں اور ریزیڈنٹوں کو بحث وتمحیص میں مہر بلب بھی کر دیتے تھے۔ اور مخصوص حالات میں جو کچھ کر سکتے تھے، کرتے رہے۔ انھوں نے آخری دور میں یہ بھی بھانپ لیا تھا کہ ان کا اپنا سگا بھتیجا خطرناک سازشوں کا شکار ہو کر ملت اسلامیہ میں فتنہ وفساد پیدا کر رہا تھا اور انھیں اس بات پہ دکھ بھی تھا مگر آنکھوں سے معذور ہونے کی بنا پر وہ زیادہ کچھ نہ کر سکے۔

ہاں غالب اور ذوق جیسے شاعر ''گل وبلبل'' تک ہی محدود اور قوم کو اگر گرمانے کے اہل نہیں تھے تو کچھ نہ کچھ رہنمائی ہی دیتے مگر افسوس ایسا بھی نہ ہوا۔ دلّی میں عربیک کالج انھیں کے زمانے میں شروع ہوا تھا تاکہ یہاں سے میڈان انگلینڈ (Made in England) قسم کے ملا تیار ہوں، مولانا اسمٰعیل اور سید احمد بریلوی کا فتنہ بھی انھی کے زمانے میں پروان چڑھا مگر ان کی شاعری عموماً گل وبلبل تک ہی محدود رہی۔

سچی بات یہ ہے کہ بطور مسلمان رہنما کسی کی عظمت پرکھنے کا معیار میرے نزدیک یہی ہے کہ نازک وقت میں وہ قوم کی مفید رہنمائی کرے اور حسب ضرورت جذبۂ قربانی سے معمور کر دے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی بھی اسی جذبے سے مسلمانوں نے لڑی اور الحمدللہ علمائے حق نے اس وقت بھی قیادت کا حق ادا کر دیا، جس فتوی جہاد پر علمائے اہل سنت نے تصدیقی دستخط کئے تھے وہ رئیس المجاہدین حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کا لکھا ہوا تھا۔ اس وقت پورے ملک میں اہل سنت تھے اور ان کے علما۔ شیعہ بہت کم تھے اور وہابی تو بھی اگ رہے تھے، ان میں چند وہ جنھیں مولوی اسمٰعیل صاحب نے متاثر کیا اور کچھ وہ جو انگریزوں کے عربیک کالج کے پڑھے ہوئے تھے۔ علمائے اہل سنت کی آواز پر سب اہل محبت میدان میں اتر آئے چنانچہ مختلف علاقوں میں انگریزوں کے خلاف محاذ کھولے گئے اور ہر علاقے کا کمانڈر گویا وہیں کا سب سے بڑا عالم وشیخ تھا، چنانچہ بریلی میں مسلمان مجاہدوں کی قیادت حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے جدِ امجد حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب بریلوی قدس سرہما کرتے تھے، مجاہدین ہر محاذ پر بڑی بہادری سے لڑتے رہے مگر جاسوسوں اور غداروں کی سازشوں نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ پھر وہابیوں کے بقول انگریز کی ''رحمدل گورنمنٹ'' نے انسانیت پر وہ ظلم ڈھائے کہ سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں نے جس جوش وجذبہ سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی انتہائی قابل قدر تھا، وجدان یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کا خلوص اور عظیم قربانی بارگاہِ رب العزۃ میں مقبول ہوئی اور انھیں چند مخلص رہنما عطا ہو گئے مثلاً فتوے کے میدان میں حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی جنھوں نے شعائر اسلامی کی پاسبانی اور اپنے دور میں سب سے پہلے دو قومی نظریے کو پوری توانائی سے پیش کیا اور علم وفضل کی مسند کو عشق رسول ﷺ سے معطر کیا۔ فلسفہ وشعر کے میدان میں جناب علامہ محمد اقبال جنھوں نے خصوصاً سیکولر انداز کے اساتذہ وتلانذہ میں انقلاب پیدا کیا اور تہذیب جدید میں گھرے ہوئے مسلمانوں کو عشق رسول ﷺ کا سبق از بر کرایا۔

اور سیاست کے میدان میں حضرت محمد علی جناح جنھیں قوم نے قائد اعظم کا لقب دیا، پھر ان تینوں شخصیات نے کئی اور شخصیات تیار کیں اور آخر کار مولانا بریلوی کے ہم خیال علماو مشائخ کی روحانی تگ و دو، حضرت اقبال کے زیر اثر کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والے نوجوانوں کی گرما گرم مساعی اور حضرت قائد اعظم کے ان تھک خلوص سے پاکستان معرض وجود میں آ ہی گیا۔

انگریزوں کی سازشیں: یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا ذکر خیر بھی کسی حد تک تفصیل سے آجائے۔ اس کیلئے ذرا پیچھے چلتے ہیں۔ صلیبی جنگوں میں شکست کھانے کے بعد 'عیسائیت' کیلئے سب سے زیادہ دردِ سر 'اسلام' بن گیا وہ اسے صفحۂ ہستی سے (معاذ اللہ) مٹانے کیلئے وقف ہوگئی۔ حقیقت یہ کہ عیسائیوں کو اپنے مذہب کی اشاعت سے بھی ایسی دلچسپی نہیں جتنی دین حق کو معاذ اللہ ختم کرنے سے، اگر چہ اس میں کئی صدیاں لگ جائیں، مگر افسوس جس قدر وہ ہماری دشمنی میں سرگرم ہیں، اسی قدر ہم بے خبر ہیں اور اکثر بے حس ہیں، وہ اپنا ناپاک منصوبہ کس طرح روبعمل کرتے ہیں، اپنے جاسوس بھیج کر، جو 'مسلمان' بن کر مسلمانوں میں تفریق پیدا کریں یا مسلمانوں میں سے کچھ ملا خرید کر۔ جہاں تک جاسوس بھیجنے کا تعلق ہے لارنس عریبیۂ کے حالات کا مطالعہ کریں یا ہمفرے (جاسوس) کے اعترافات پڑھ لیجئے۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ہمارے نزدیک محمد ابن عبدالوہاب صرف ایک مخصوص فرقے کا بانی ہے جو 'توحید' کی آڑ میں اپنے ماننے والوں کے سوا سب کو مشرک سمجھتا ہے، جو انبیاء ورسل علیہم السلام اور اولیاء وصوفیاء کا سخت گستاخ ہے۔ سرسری نظر میں ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ایک شخص نے کتاب وسنت کا اپنے انداز میں مطالعہ کیا اور بالآخر گمراہ ہو گیا مگر 'ہمفرے' (جاسوس) کے اعترافات کے مطابق اس (ہمفرے) نے بصرہ آکر مسلمانوں میں کسی خود پسند اور مغرور طبع کی تلاش کر دی تو اسے محمد بن عبدالوہاب، مل گیا جو اس کام کیلئے پوری طرح فٹ تھا، اس نے اسے سمجھایا اور اس نے عمل کیا گویا کتاب وسنت سے جو 'فیض' حاصل کیا محمد بن عبدالوہاب نے ہمفرے کے ذریعے کیا جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور اس سے پہلے سالہا سال ترکی میں کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کرتا رہا (جسے بگاڑ کر خود پسند مسلمانوں کو شکار کر سکے)۔

اسی طرح ان کا ایک اور منصوبہ تھا تعلیمی ادارے کھولنے کا۔ اس سلسلے میں اسی مضمون میں آپ کے عربیک کالج دہلی کا ذکر پڑھ آئے ہیں، دینی تعلیم جو مسلمانوں کے مدرسے میں دی جاتی تھی، کئی مسائل کے زیر بار تھی۔ انگریزوں نے بظاہر مسائل حل کئے اور بہ باطن اپنے اشارے پر ناچنے والے مولوی تیار کئے۔ اسی کالج کے وائس پرنسپل تھے مولانا مملوک العلی نانوتوی جن کے خصوصی شاگردوں میں محمد قاسم اور رشید احمد گنگوہی بھی تھے۔ یہ ایک عربیک کالج کیا، جب انگریزوں کا سارے ملک پر تسلط ہو گیا تو ان کا نظام تعلیم اسی محور کے گرد گھومتا تھا اسے پڑھ کر مسلمان مسلمان نہ رہیں اور ہندو ہندو نہ رہیں (کیونکہ اس کے مرتب نام نہاد لارڈ میکالے نے اسی مقصد کے تحت اسے مرتب کیا تھا) حضرت اکبر الہ آبادی علیہ الرحمہ نے اسی لئے فرمایا تھا۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا!
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

یہ انداز تخریب انگریزوں کی نگاہ میں اتنا ضروری تھا کہ لندن کے باہر بارہ تیرہ میل کے فاصلے پر انھوں نے ایک عظیم یونیورسٹی کا اہتمام کیا ہوا ہے جہاں تفسیر وحدیث اور دیگر اسلامی علوم مسلمانوں کی یونیورسٹیوں کے نصاب کے مطابق پڑھاتے ہیں اور پڑھنے پڑھانے والوں کی وضع قطع سے سب مسلمان نظر آتے ہیں مگر دراصل سب عیسائی ہوتے ہیں جو مسلمان ملکوں میں جا کر خود کو مسلمان اور جامعۃ الازھر کا فارغ التحصیل ظاہر کرتے ہیں، ان کی ساری توجہ دو باتوں پر ہوتی ہے۔

۱۔ مسلمانوں کے دلوں سے حضور ﷺ کی محبت نکالنا

۲۔ مسلمانوں میں تفریق وانتشار پیدا کرنا

یہ ساری بات نہایت اختصار سے یہاں پیش کی گئی ہے۔اس کا ماخذ ایک مضمون ہے 'جوعیسائیت کی خفیہ سرنگ' کے نام سے غالباً ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور غالباً نومبر۱۹۹۲ء ماہنامہ ساحل بابت مارچ ۱۹۹۳ء ماہنامہ ''الحقیقہ'' مارچ ۲۰۰۱ء بابت میں شائع ہواتھا۔

انگریزوں کی ایک خاص خطرناک سازش: مولانا سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی کا تعلق ہندوستان کے شہر ناسک مہاراشٹر سے ہے انہوں نے تقریباً سو سال پہلے ۱۸۴۸ء میں ایک کتاب تحریر فرمائی تھی جس میں مولانا موصوف نے زرخرید مولویوں کے مکروفریب کو بے نقاب کیا ہے اس کتاب میں موصوف نے انگریزوں کی ایک نہایت سنگین خطرناک سازش کا انکشاف فرمایا ہے وہ اپنی اس کتاب میں ایک مولوی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ایک معتبر عالم دین ساکن اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ جب میں دہلی سے کچھ علم عربی تحصیل کر کے کلکتہ میں گیا،اور وہاں بھی کچھ حدیث و تفسیر کا فائدہ علماء دین سے حاصل کیا،تب ایک انگریز پادری صاحب نے جو بہت عربی فارسی میں قابل ہیں اور بہت سے لکھنوی مولوی ان کے نوکر ہیں۔ مجھے بلایا اور پچاس روپیہ ہواماہوار کر کے ایک مہینے پیشگی دیا اور کہا

''جس شہر میں تمہاری طبیعت چاہے رہو اور ہندی ترجمہ حدیث وتفسیر کا لوگوں کو پڑھایا کرو اور ایسا مشہور کرو کہ محدثوں کا مذہب حق ہے اور میں اس کا تابعدار ہوں۔ مگر ہرگز علم صرف ونحو اور فقہ عقائد وکلام وغیرہ مت پڑھانا اور یہ پچاس روپیہ تم کو ہمیشہ ماہوار ملا کرے گا اور تمہاری نیک خدمتی اور محنت کے موافق زیادہ ماہوار ہو جائے گا اور چند قاعدے فلانے مولوی کے ہاتھ ہم تم کو بھیج دیں گے'' تب دوسرے دن فلانے مولوی میرے گھر آئے اور مجھ سے کہنے لگے۔

''تم بھی ہمارے انگریز پادری کے نوکر ہو گئے؟ الحمدللہ بہت اچھا ہوا،قریباً چالیس اچھے نامور مولوی اطراف ہندوستان اور عربستان وغیرہ میں ان کے مخفی نوکر ہیں اور کئی عربستان میں جا پہنچے ہیں،اور دس پندرہ روپیہ ماہوار سے پچاس روپیہ تک ہر ایک کی تنخواہ مقرر ہے جہاں رہیں ماہ بہ ماہ ان کو ملتی ہے اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہمیشہ نئی باتیں اور ضعیف حدیثیں اور روائتیں لوگوں میں ظاہر کرنا اور اپنے شاگروں کا سکھانا تا کہ چاروں مذہبوں،مذہب حنفی،شافعی،مالکی اور حنبلی سے منہ موڑیں اور مسلمانوں کا اجتماع واتفاق دینی بالکل ٹوٹ جاوے۔اور انبیاء واولیاء سے بداعتقاد ہو جاویں اور ان کی نیاز وفاتحہ چھوڑ دیویں'' میں نے کہا استغفراللہ یہ شیطانی کام مجھ سے نہ ہوگا''

انگریز کے نوکر مولوی صاحب نے کہا

> ''بیس برس سے پادری صاحب یہاں آئے ہیں۔تب سے ان کا نوکر ہوں،ہزاروں روپے دے کر انھوں نے ترجمہ کی کتابیں چھپوائیں اور ان کے طفیل بہت سے بے علم،مولوی قابل بن گئے ہیں،اب مسلمان محمدی (یعنی وہابی اہلحدیث) ہیں اور بدعتی لوگوں (یعنی سنی مسلمانوں) کے بڑے دشمن ہیں تفسیر حدیث کا علم میں نے ان کو پڑھایا ہے تم بے فکر ہو کر یہ پچاس روپیہ کا ماہوار قبول کر لو اور تم اپنے وطن میں خواہ اور کسی شہر میں جا کر رہو۔ساری عمر فراغت سے گزارو مگر کتنے آدمی تمہاری طرف پھرے۔تمہارے مرید شاگرد بنے اس کی رپورٹ ہر برس لکھ کر بھیجا کرو اچھے اچھے نامی گرامی مولوی پادری صاحب کا ماہوار کھاتے ہیں اور اکثر ہندوستان کے نامی شہروں میں موجود ہیں،اور یہ ان کے ناموں کی فہرست ہے''

میں نے فہرست کو دیکھا تو اچھے اچھے نامور خاندانی مولوی خود کو سید احمد صاحب کا جھوٹا خلیفہ مشہور کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اپنا مرید شاگرد بناتے ہیں،بیشتر رافضی اور خارجی لوگ ماہوار کی طمع سے نائب دجال کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہدایت دی اور کہا ''اگر پادری صاحب ہزار روپیہ بھی ماہوار دیں گے تو یہ کفر اور ایسی نوکری مجھ سے نہ ہو سکے گی'' اگر چہ اس وقت میرا دل بہت نرم ہو گیا تھا کہ ''بے محنت پچاس روپیہ ماہوار ملتے ہیں،قبول کر لوں مگر اللہ نے مجھے بچایا'' (منزل کی تلاش از جناب محمد نجم مصطفائی)

یہ تھیں اسلام کو معاذ اللہ مٹانے کیلئے انگریزوں کی بعض ہولناک سازشیں، مسلمانوں کو بظاہر عیسائی نہیں بنایا جارہا بلکہ اسلام کے اندر رہ کر ہی نئے مذاہب اور نئے مسائل کو مروج ومتعارف کرایا جارہا ہے تاکہ مسلمان آپس میں لڑتے مرتے رہیں اور یوں ایک ملت میں کئی ملتیں پیدا ہو جائیں، عوام بلکہ بہت سے خواص کو بھی اس کا کیا علم تھا کہ نئے نئے مذاہب جو صدی ڈیڑھ صدی پہلے پیدا ہوئے پادریوں کی ہدایت کے مطابق ہیں اور مولوی ان کی قیمت پہلے وصول کر چکے ہیں۔

اعلیٰحضرت: نئے نئے مذاہب بنتے گئے، جھگڑے اور فساد بڑھتے گئے، جس وقت بالخصوص باہمی محبت و مروت کی شدید ضرورت تھی، اسی وقت قوم کو ایک لاعلاج قسم کے افتراق وانتشار میں الجھادیا گیا۔ اس دور میں جس شخصیت نے قوم کی رہنمائی کا حق ادا کیا وہ تھے اعلیٰحضرت مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ وہ دین جو ایک؟ تواتر کے ساتھ اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے تابعین، تبع تابعین، مجتہدین، مجددین کے ذریعے موجودہ دور تک پہنچا تھا، اعلیٰحضرت نے اسی کو مضبوطی سے تھاما اور دوسروں کو تھامنے کی تلقین کی، کتنے غضب کی بات ہے جن لوگوں نے دین میں نئی نئی راہیں نکالیں اور جو فکر وعمل کے اعتبار سے سرتاپا بدعت میں ڈوبے ہوئے تھے، انھوں نے الٹا فاضل بریلوی پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا اور پھر پورا زور ان کی آواز دبانے پر صرف کر دیا، یہ الگ بات ہے مرد مجاہد نے کسی طرف دھیان نہ کیا اور عشق و مستی کی جس راہ پر چل رہا تھا، چلتا رہا، اللہ کے فضل وکرم پر بھروسہ کیا اور حضور پرنور ﷺ کی دہائی دیتے ہوئے آگے بڑھتا گیا۔ یعنی وہی صورتِ حال

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را

آپ نے اوپر پڑھ لیا، گاندھی جیسے مکار، بت پرست اور اسلام دشمن کی تعریف میں ''فرزندان توحید'' کس طرح زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے تھے اور کس طرح اس کی اطاعت کو فرض قرار دیا جارہا تھا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے فراست مومنانہ سے اس کی حقیقت پہچانی اور کتاب وسنت کی روشنی میں اسے بے نقاب کیا اور یقیناً ملت اسلام کی یہ ایک عظیم خدمت تھی، مگر اعلیٰحضرت کا یہی کارنامہ نہیں کہ گاندھی کے ناپاک عزائم کو منظر عام پر لائے بلکہ جو مولوی اس کے دام فریب میں آکر بہکی بہکی باتیں کرتے تھے، انھیں 'فرقہ گاندھویہ' کا نام دے کر رسوا وذلیل کیا۔

گاندھی کی آندھی کے دوران یہ بات بھی اچھالی جاتی رہی کہ ہندوؤں کو خوش کرنا دراصل رب کو خوش کرنا ہے، اس جھوٹے اصول کے تحت گائے بیل کی قربانی کو موقوف کرنے کی ناپاک کوششیں شروع ہوئیں، ظاہر ہے اس مسئلے کا تعلق کسی ایک فرقے سے نہیں تھا کہ سنی اس سے بے تعلق ہوں یا دیوبندی ہی اس سے متعلق ہوں، اس کا تعلق تو شعائر اسلام سے تھا اور اس کی حفاظت سب مسلمان کہلانے والوں پر لازم تھی مگر شاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے سوا کسی دوسرے مذہب کے نمائندے نے اپنی غیرت ملی وایمانی کا ثبوت نہیں دیا۔ خدانخواستہ اگر مولانا موصوف بھی میدان میں نہ درآتے یا آپ بھی خاموش رہتے تو کیا صورتِ حال ہوتی اور ڈھیرے ڈھیرے اسلام کے کس کس شعار پر دشمنوں کا وار نہ چلتا، حضرت کے سمجھانے کے باوجود، وہی ہوا جو حضرت اقبال نے فرمایا

کہ جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

ہاں ہاں جنھیں بہرحال ڈوبنا تھا، وہ ڈوب گئے، باقی قوم بچ گئی، کہنا تو یہ ہے اسلامی عقائد میں توحید سے زیادہ اسبق واہم کونسا عنوان ہے مگر یار لوگ ایک 'بت پرست' کو امام بنا کر اسے بھی نظر انداز کر گئے، جو لوگ ''قیام میلاد'' کو بھی شرک سمجھتے تھے، انھوں نے گاندھی کی تصویر کیلئے قیام کیا اور اس کی مورتیوں سے گھروں کو سجایا، 'تحریک خلافت' خالص اسلامی مسئلہ تھا یعنی مسلمان ترکی کی اسلامی خلافت کو دوبارہ زندہ اور نافذ کرنا چاہتے تھے، مگر انگریز گورنمنٹ سے 'عدم تعاون' بھی اسی کا ضمیمہ تھا مگر یار لوگوں نے اس کی قیادت کیلئے بھی گاندھی کو چنا اور وہ بدنصیب اسی قسم کے نام نہاد 'مسلمان'

عاشقوں کی حمایت سے اس قسم کے پروگرام بناتا رہا جس سے اسلام اور فرزندان اسلام کو نقصان پہنچے۔ کتنا غضب ہے ہندوؤں کے پونے دوسو کے قریب کالج تھے اور مسلمانوں کے برصغیر میں صرف تین۔ مگر گاندھی کا 'عدم تعاون' انہیں تین کالجوں کو بند کرانے کے درپے رہے، ہندوؤں کے کالجوں کی بندش سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا، ابوالکلام آزاد اور محمود الحسن جیسے ملا اسی کے آلہء کار بن کر انھیں مسلمان اداروں کے پیچھے پڑھے رہے،

اسی طرح ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو یہاں سے ہجرت کا سبق دیا گیا مقصود یہ تھا۔ مسلمان یہاں اپنی ہزاروں لاکھوں کی جائیدادیں ہندوؤں کے ہاتھ سستے داموں بیچ کر یہاں سے نکل جائیں، چنانچہ یوں ہی ہوا بہت سے مسلمان اس جال میں آگئے، ہجرت کر کے افغانستان گئے مگر وہاں کی حکومت نے قبول نہ کیا تو واپس آگئے مگر ہندوؤں نے خریدی ہوئی جائیداد واپس کرنے سے انکار کردیا۔ اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ دشمنوں کی نیت پہلے سے بھانپ چکے تھے اور ان کے فریب کو بے نقاب کر چکے تھے انھوں نے ہر موڑ پر ملت اسلامیہ کو اس کے ازلی دشمنوں کی سازشوں سے بچانے کی کوشش کی اور بہت حد تک کامیاب بھی ہوگئے، تاریخ گواہ ہے جب ابوالکلام آزاد اور محمود الحسن دونوں نے اسلامیہ کالج لاہور کا رخ کیا اور اسے بند کرانے کی کوششوں کا آغاز کیا کالج چلانے والی انجمن حمایت اسلام کے جنرل سیکرٹری علامہ اقبال علیہ الرحمہ تھے، طے یہ ہوا کہ ایسے علماء سے فتویٰ لیا جائے جو گاندھی کے زیر اثر نہ ہوں تو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی سے رجوع کیا گیا، آپ کے فتویٰ کی بدولت اسلامیہ کالج لاہور ہی نہ بچا اور کالج اور سکول بھی محفوظ ہوگئے،

اس سے پہلے انگریز حکومت نے کانپور میں ایک مسجد کا شرقی حصہ جس میں غسل خانے وغیرہ تھے گرا کر سڑک کو وسیع کرنا چاہا تو مسلمانوں نے احتجاج کیا، حکومت نے کوئی پروانہ کی بلکہ وہ سب گرادیا جو گرانا چاہتی تھی اور جسے مسلمان ناروا سمجھتے تھے، اب پرزور احتجاج ہوا تو انگریزوں نے فائر کھول دیا جس سے بیسوں مسلمان شہید ہوگئے۔ لاتعداد مسلمان جیلوں میں بند کردیئے گئے اور ان پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا، اس پر تمام مسلمان پریشان ہوگئے اور تحریک دوسرے شہروں تک بھی پھیل گئی، آخر کار ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو مولانا عبدالباری اور چند دیگر معززین نے لیفٹیننٹ گورنر سے چند شرائط پر صلح کر لی جن میں سے ایک یہ تھی 'چونکہ مسجد کی سطح زمین سے کئی فٹ بلند ہے اس لئے جس جگہ غسل خانے واقع تھے، وہ بدستور تعمیر کر لئے جائیں گے لیکن نیچے کی زمین پر فٹ پاتھ بنا دیا جائے تا کہ راہ دار اس پر سے گزر سکیں'۔ چونکہ مولانا عبدالباری نے اسلامی فقہ کے مسلمہ اصول ''وقف بالعوض یا بلاعوض قابل انتقال نہیں کی صریح خلاف ورزی کی تھی، اس پر انھیں علماء حق نے آڑے ہاتھوں لیا، مگر اس سلسلے میں سے مدلل اور مضبوط فتویٰ اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ ہی کا تھا، اس فتوے کی زد انگریزوں سے صلح کرنے والے مولویوں اور لیڈروں پر ہی نہیں پڑتی تھی، بلکہ غاصبوں کی باطل حکومت بھی اس کی زد میں آتی تھی۔ اسے عشقِ صادق کا کرشمہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے بعد حاکمانِ وقت کو بھی اس قسم کی کارروائی کی جرات نہیں ہوئی اور پھر کبھی کسی سڑک کو وسیع کرنے کیلئے مسجد کے کسی حصے کو مسمار نہیں کیا گیا۔

یہ تھے مجدد ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ جنھوں نے انتہائی ناخوشگوار حالات میں بھی ملت کی رہنمائی کی اور نہایت پامردی سے سرمایہ ملت کی پاسبانی کا مقدس کا فریضہ انجام دیا، یار لوگوں کو ان کی یہی استقامت نہیں بھائی اور انھوں نے ان کو ملت کا عظیم محسن و قائد ماننے کی بجائے ایک تنگ خیال انتشار پسند ملا کے طور پر پیش کیا، جن لوگوں نے کبھی انگریزوں اور کبھی ہندوؤں کے دست باطل پرست پر بیعت کی اور ہر اس موڑ پر جہاں ملت کے فائدے کی صورت دکھائی دی، مخالفت پر اتر آئے، انھیں قوم کا 'ہیرو' بنا دیا گیا اور جنھوں نے انگریزوں، ہندوؤں اور تمام اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد کیا، انھیں ایک فرقے تک محدود کر دیا گیا، کاش ملت بیدار ہوتی اور جس طرح پاکستان میں یوم اقبال، یوم قائد اعظم وغیرہ منا کر اپنے محسنوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے یونہی اپنے دور کے اس محسن عظیم کو اجتماعی رنگ میں سلام عقیدت پیش کیا جاتا اور ملی سطح پر اس کے کارناموں کی تشہیر کی جاتی۔

علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قسط: 6

مفتی ابن مفتی، مناظر ابن مناظر
علامہ شفقات احمد نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام! جیسا کہ مسئلہ علم غیب مصطفےٰ ﷺ کو اختصار کا دامن مضبوطی سے تھامتے ہوئے الحمدللہ وبمنہ ابتداللہ کے قرآن سے ثانیاً احادیث مصطفےٰ ﷺ سے اتنے ٹھوس اور واضح دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ اب مزید کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی۔ لیکن ارشاد خداوندی ہے۔ ''**واتبع سبیل من اناب الی**'' (لقمان نمبر۱۵) یعنی اور پیروی کر راہ اس شخص کی رجوع کرتا ہے طرف میری (بزعم خویش اہلحدیث حضرات پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین) کے مطابق اب اس مسئلہ کو مزید واضح کرنے کیلئے چند معتبر، مستند اور متفق علیہ اکابرین اسلام کے عقائد کو بیان کرتا ہوں تا کہ ارشاد خداوندی'' **والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم**'' (طور نمبر۲۱) بزم خویش اہلحدیث حضرات کا پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین اور جو لوگ ایمان لائے اور پیروی کی ان کی اولاد ان کی نے ساتھ ایمان کے ملا دیا ہم نے ساتھ ان کے اولاد ان کی کو''۔ کے مطابق اپنے اس عقیدہ کی اکابرین اسلام اسلاف صالحین کے عقیدہ کے ساتھ مطابقت ثابت کر کے اس عقیدہ علم غیب مصطفےٰ ﷺ کی حقانیت کو مزید واضح کر دوں، چونکہ ارشاد خداوندی کے مطابق سلف صالحین کی اتباع کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں انہی کے ساتھ ہوگا۔ لہذا ہم بھی عقیدہ علم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء میں ان کی اتباع کرتے ہوئے اللہ کے حضور ان کی سنگت کیلئے دعا گو اور امیدوار ہیں۔ نیز حدیث مصطفےٰ ﷺ کے مطابق بھی کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اول اللہ کا قرآن دیکھو پھر نبی ﷺ کا فرمان دیکھو اور پھر اپنے سے پہلے گزرے ہوئے ایمان والوں کا طریقہ دیکھو (ترمذی شریف نمبر۱ص ۱۵۹، نسائی شریف نمبر۲، ص ۳۰۵، دارمی شریف ص ۲۷، ۳۳، ۳۴) نیز ترمذی شریف نمبر۲ص ۱۹۴ پر بھی صالحین کا طریقہ اختیار کرنے کا حکم مصطفوی موجود ہے۔ نیز قرآن پاک میں ایمان والوں کے طریقہ کی مخالفت کرنے والوں کو دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے۔ (نساء نمبر۱۱۵) لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اکابرین اسلاف صالحین کا طریقہ معلوم کریں اور تا حد مقدور اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تا کہ آخرت میں ان کی سنت اور معیت میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب سے محفوظ رہ سکیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات و کرامات کے مستحق بن سکیں۔ نیز **صراط الذین انعمت علیھم**'' کے مطابق سچا، صحیح، اور سیدھا راستہ اور ہدایت و نجات والا راستہ بھی انہی کا راستہ ہے چونکہ **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین الھدیین** (ابوداؤد نمبر۲، ص ۲۷۹، ابن ماجہ ص ۵، مسند امام احمد نمبر۱، ترمذی شریف نمبر۲ص ۹۲، مشکوٰۃ شریف ص ۲۲ وغیرہ) اور **ماانا علیہ واصحابی** (ترمذی نمبر۲ص ۸۹، مشکوٰۃ شریف ص ۲۲) اور **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۶ وغیرہ) احادیث کے مطابق انبیاء کرام کے بعد صحابہ کرام کا درجہ ہے اور پھر حدیث شریف **خیر الصحابۃ اربعۃ** (ترمذی شریف نمبر۱ص ۱۸۸) کے مطابق تمام صحابہ کرام میں سے جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام زیادہ ہے اور حدیث شریف **اقتدرا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر** (ترمذی شریف نمبر۲ص ۲۰۶، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۲) یعنی میرے بعد ابوبکر و عمر کی اتباع کرنا۔ کے مطابق جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق کو اولیت اور فوقیت حاصل ہوگی۔ نیز حدیث

شریف، '' **لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یومھم غیرہ** '' (ترمذی شریف نمبر۲ص ۲۰۸) یعنی کسی قوم کو یہ جائز نہیں کہ ابوبکر ان میں موجود ہوں اور ان کے علاوہ کسی اور کو اپنا امام بنائیں کے مطابق تمام صحابہ کرام سے آپ کی فوقیت اور برتری ثابت ہوئی۔ لہذا ہم اس باب کا امام جناب سیدنا صدیق اکبر کو بناتے ہوئے آپ کے نام سے بات شروع کرتے ہیں اور اختصار کے تحت صرف ایک یا دو روایتوں پر ہی اکتفا کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

جناب سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ:

جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا جو (زیادہ) نماز پڑھنے والا ہوگا وہ جنت میں نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور مجاہد فی سبیل اللہ جہاد والے دروازے سے جنت میں بلایا جائے اور زیادہ صدقہ خیرات کرنے والا الصدقے والے دروازے سے جنت میں بلایا جائے۔ اور (زیادہ) روزے رکھنے والا باب ریان سے جنت میں بلایا جائے گا۔

فقال ابو بکر بابی انت و امی فھل یدعی احد من تلک الابواب کلھا قال نعم و ارجوا ان تکون منھم. (ترمذی شریف ص۲ ص ۲۸)

تو جناب صدیق اکبر نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ کوئی ایسا بھی خوش نصیب ہوگا جو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ (جس دروازے سے چاہے جنت میں جائے) آپ نے فرمایا ہاں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ تم بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ہو (یعنی تجھے بھی جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے) نیز جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **عرض علی ماھو کائن من امر الدنیا و امر الاخرۃ** (مسند امام احمد ص۵) یعنی دنیا اور آخرت میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ میرے پیش کر دیا گیا۔ (یہ مکمل روایت ص۵۰ پر دوسرے مقام پر پہلے لکھی جا چکی ہے)

فائدہ: جناب سیدنا صدیق اکبر کا حضور سے جنت کے متعلق سوال کرنا اس بات پر پختہ دلیل ہے کہ جناب ابوبکر صدیق کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور آج بھی قیامت کو ہونے والے حالات و واقعات کو جانتے ہیں۔ نیز جنتیوں اور دوزخیوں سے بھی واقف ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کون کس طرح جنت میں جائے گا۔ ماشاء اللہ

جناب سیدنا عمر فاروق کا عقیدہ: جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق آپ کے دائیں طرف تھے اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں طرف تھے اور حضور ﷺ نے اپنے دونوں پیارے ساتھیوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے **فقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ** (ترمذی شریف نمبر۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۲) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (لوگوں سن لو) ہم قیامت کے دن بھی اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

فائدہ: جناب رسول کریم ﷺ نے جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے (بلکہ دیگر تمام موجود صحابہ کرام کے سامنے بھی) روز قیامت اپنے اکٹھے اٹھنے کا اعلان فرمایا۔ اگر جناب سیدنا صدیق اکبر اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا حضور کے علم غیب شریف پر ایمان نہ ہوتا تو آپ فوراً عرض کر دیتے یا رسول اللہ ﷺ (معاذ اللہ) آپ کو کیا معلوم کہ قیامت کو کیا ہوگا اور کون کہاں ہوگا۔ ان صاحبین حضرات کا حضور کی زبان فیض ترجمان سے روز قیامت کی بات سن کر خاموشی سے تسلیم کر لینا اور دیگر صحابہ کا بھی سن کر ایمان رکھنا اور زندگی بھر بیان فرماتے رہنا اور اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ حضور ﷺ کے علم غیب شریف پر ایمان رکھتے تھے۔ (حضور کے متعلق یہ گندہ عقیدہ رکھنے والے حضرات کہ ''میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا''۔ ذرا ان احادیث مبارکہ کو دھیان سے پڑھیں اور خدا توفیق دے تو اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کر لیں)

نیز مسند عمر فاروق میں روایت ہے کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا " **ان رسول اللہ ﷺ کان یرینا مصارع اھل البدر بالامس یقول ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمرو الذی بعثہ بالحق ما اخطوُ الحدود التی حدرسول اللہ ﷺ** (مسلم شریف نمبر۳ ص ۱۰۲، ص ۳۸۷، مسند امام احمد نمبر۱ ص ۲۸)

فائدہ: حضور ﷺ نے آنے والے کل کی خبر دی اور خبر بھی کسی موت کی اور وہ بھی اس طرح کہ اس کے مرنے کی جگہ بھی بتا دی اور بعد میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اللہ کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں حضور ﷺ نے ان کافروں کے قتل ہونے کی جگہ بتائی تھی ان میں سے کوئی کافر بھی اس جگہ سے ذرا بھی ادھر ادھر نہیں گرا بلکہ بالکل اسی جگہ قتل ہو کر گرا جہاں حضور ﷺ نے نشان لگایا تھا۔ اگر (معاذ اللہ) حضرت عمر فاروق کا وہی عقیدہ ہوتا جو آج کل کے نام نہاد اہلحدیثوں کا ہے تو حضرت عمر بجائے قسم اٹھا کر بعد میں تصدیق کرنے کے۔ اسی وقت عرض کرتے حضور ﷺ آپ کو کل کی بات کا کیا پتہ۔ پھر آپ کو ان کافروں کے مرنے کا کیسے علم ہو گیا۔۔ اور پھر ان کے مرنے کی جگہ کا آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ یہ تو علوم خمسہ میں سے ہے ان باتوں کو تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ یہ تو شرک ہو گیا۔ (معاذ اللہ) لیکن جناب عمر فاروق نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی بلکہ اللہ کی قسم اٹھا کر آپ کے اخبار غیب کی تصدیق فرمائی۔ ثابت ہوا کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ﷺ کے علم غیب شریف پر ایمان رکھتے تھے۔ دیگر بھی کسی صحابی کا اعتراض نہ کرنا تمام صحابہ کے اسی عقیدہ کی دلالت کرتا ہے۔

جناب عثمان ذوالنورین کا عقیدہ: جناب ابوموسیٰ اشعری بیر اریس پر تشریف فرماتھے اور میں دروازے پر بیٹھ گیا جناب ابوبکر آئے تو حضور نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر عمر فاروق آئے تو آپ نے فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر جناب عثمان آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

اعذن لہ و بشر ہ بالجنۃ مع بلویٰ تصیبہ قال فجئت فقلت ادخل و یبشرک رسول اللہ بالجنۃ ﷺ مع بلوی تصیبک (بخاری شریف، نمبر ا ص ۵۱۹ ص ۵۲۲، نمبر ۲ ص ۹۱۸ ص ۱۰۵۱، ص ۱۰۷۸، مسلم شریف نمبر ۲ ص ۲۷۷)

اسے ایک مصیبت کے ساتھ جنت کی بشارت بھی دو۔ اور اس کو اندر آنے کی اجازت بھی دو۔ چنانچہ ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں عثمان کے پاس گیا اور انہیں کہا اندر تشریف لے آیئے۔ نیز آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت بھی دی اور کہا کہ آپ کو ایک مصیبت بھی پہنچے گی۔

فائدہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے اس روایت اور دیگر کئی روایتوں میں جناب عثمان کو جنت کی بشارت بھی دی (دوسری روایت میں آپ کا شہید ہونا بھی بیان فرمایا (بخاری شریف، ۱/۵۱۹، ص ۵۲۲، مسلم شریف ۲/۲۸۲، ترمذی شریف ۲/۲۱۶، ابن ماجہ شریف ص ۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۸، مسند امام احمد ۳/۱۱۲، دلائل النبوۃ ۶/۳۵۱ وغیرہ)

اور آپ کا ایک مصیبت میں گرفتار ہونا بھی بیان فرمایا۔ اگر جناب عثمان کا عقیدہ آج کل کے نام نہاد موحدوں جیسا ہوتا آپ فوراً عرض کرتے۔ (معاذ اللہ حضور آپ کو کیا معلوم میرے ساتھ آئندہ کو کیا ہونے والا ہے نیز آپ کو کیا معلوم کہ میں مرنے کے بعد جنت میں جاؤں گا یا نہیں لیکن آپ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی اور آپ کا سر تسلیم خم کر کے حضور ﷺ کی خبر غیب کو مان لینا اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ حضور ﷺ کے علم غیب شریف پر ایمان رکھتے تھے۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: ایک مرتبہ جناب حیدر کرار بہت سخت بیمار ہو گئے تو ایک بدری صحابی جناب ابوفضالہ کے بیٹے جناب فضالہ اور جناب ابوعائذ حضرت علی کی عیادت کو گئے اور عرض کی میرے ابا جان (ابوفضالہ) نے کہا ہے کہ اگر آپ کا اس بیماری میں انتقال ہو جائے تو آپ کی جگہ ہم کس کو خلیفہ بنائیں گے۔ جناب علی المرتضیٰ نے جواب دیا۔

ان رسول اللہ ﷺ عہد الی ان لا اموت حتیٰ او مر ثم تخضب ھذہٖ یعنی لحیتتہ من دم ھذا یعنی ھامتہ (مسند امام احمد ۱/۱۰۵)

جناب مخبر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے (یعنی علی کو) اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک کہ میں خلیفہ نہ بن لوں۔ پھر (مجھے زخمی کیا جائے اور) میری داڑھی میرے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ (پھر میرا انتقال ہو گا یعنی میری موت شہادت سے ہو گی)

فائدہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کم از کم تیس سال قبل یا اس سے بھی پہلے بتا دیا کہ اے علی تو خلیفہ بنے گا۔ پھر تو زخمی کیا جائے گا اور تیری داڑھی خون سے رنگین ہو گی پھر اسی زخم سے تیری شہادت واقع ہو جائے گی۔ قربان جائیں علم مصطفےٰ پر۔ اگر حضرت علی کا عقیدہ آج کل کے نام نہاد توحیدیوں جیسا ہوتا تو حضرت علی عرض کرتے حضور آپ کو میری زندگی اور موت کا کیا علم اور پھر آنے والے کل (آئندہ)

کی بات کا علم تو صرف خدا کو ہے۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے لیکن حدیث گواہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ البتہ حضور ﷺ کی بیان کردہ اخبار غیبیہ پر اتنا پختہ یقین اور ایمان تھا کہ اتنے سخت بیمار ہوگئے کہ دوست احباب ان کی زندگی سے مایوس ہوگئے لیکن آپ کا علم غیب مصطفےٰ کریم پر ایسا کامل ایمان تھا کہ یقین سے کہہ دیا میں ابھی تک نہیں مرسکتا۔ نیز دوسرے مقام پر صحاح ستہ کی حدیث بھی پیش کی جا چکی ہے کہ حضور بجانب ابوبکر، جناب عمر، جناب عثمان، جناب علی، جناب طلحہ اور حضرت زبیر کے ساتھ پہاڑ پر تشریف لے گئے تو پہاڑ (فرطہ مسرت سے) جھومنے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف نمبر ۱ ص ۵۱۹، ص ۵۲۱، ص ۲۳۵، مسلم شریف نمبر ۲، ص ۲۸۲، ترمذی شریف نمبر ۲، ص ۲۱۶، ابن ماجہ ص ۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۸، مسند امام نمبر ۳، ص ۱۱۲، دلائل النبوۃ نمبر ۶، ص ۳۵۱)

اسی طرح عشرہ مبشرہ والی حدیث میں بھی جناب علی المرتضیٰ شامل ہیں۔ (ترمذی شریف نمبر ۲۔ ۲۱۶، ابن ماجہ ص ۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۷)

نیز احادیث کے باب میں حضرت علی کا روضہ خاخ میں جا کر ڈاچی سوار عورت سے رقعہ حاصل کرنے والی روایت بھی ساتھ ملا کر پڑھ لیں۔

اس سے بھی جناب علی المرتضیٰ کا حضور کے علم غیب شریف پر ایمان کے متعلق عقیدہ خوب واضح ہوتا ہے۔

سیدہ فاطمہ کا عقیدہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ کا عقیدہ: جناب رسول مقبول ﷺ نے آخری وقت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کچھ سرگوشی فرمائی تو آپ رونے لگیں حضور نے پھر آپ کے کان میں کوئی بات فرمائی تو سیدہ مسکرانے لگیں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا لیکن اس وقت سیدہ نے نہ بتایا حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد سیدہ عائشہ نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا بیٹی تجھ پر جو میرا ماں ہونے کا حق ہے میں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں وہ بات بتادے تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا پہلی مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا اس بیماری میں میرا انتقال ہو جائے گا تو میں رونے لگی پھر آپ نے بلا کر فرمایا بیٹی تو تمام جنتی عورتوں کی سردار ہوگی۔ نیز میرے تمام اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے انتقال کر کے میرے پاس آئے گی تو یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔ (بخاری شریف نمبر ۱ ص ۵۱۶، ص ۵۲۷، ترمذی شریف نمبر ۲ ص ۲۷۶، مسلم شریف نمبر ۲ ص ۲۹۰۔ ۲۹۱، مشکوٰۃ ص ۵۶۰، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۱۴، ص ۱۲۷، ۱۲۹، دلائل النبوۃ نمبر ۲ ص ۳۶۴، نمبر ۷ ص ۱۶۴)

فائدہ: جناب رسول اللہ ﷺ کا سیدہ فاطمہ کا جنت کی عورتوں کا سردار ہونا بیان فرمانا اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ جنت اور جنتیوں کے مکمل حالات اور ان کے درجات سے پوری طرح واقف تھے۔ نیز آپ کا سیدہ کے اہل بیت میں سے پہلے انتقال کی خبر دینا اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ تمام اہل بیت کی عمروں سے بھی واقف تھے ورنہ کیا معلوم کون پہلے وفات پا جائے۔ اور اس بات کو سن کر اس غیب کی خبر پر سیدہ فاطمہ اور سیدہ عائشہ کا یقین کر لینا اس بات کا پکا ثبوت ہے کہ یہ دونوں ہستیاں علم غیب مصطفےٰ کریم ﷺ پر مکمل و اکمل طور پر یقین اور ایمان رکھتی تھیں۔

ازواج مطہرات کا عقیدہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ بعض ازواج مطہرات (حضور ﷺ کی بیویاں) نے حضور سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم سب آپ کی بیویوں میں سے پہلے کون انتقال کر کے آپ سے ملے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے پہلے میری اس بیوی کا انتقال ہوگا جو لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ (ازواج مطہرات نے ظاہری لمبے ہاتھ سمجھے اور آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ ناپنے لگیں تو) حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے نکلے (لیکن جب سب سے پہلے انتقال حضرت زینب کا ہوا) تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کی مراد سخاوت کی تھی اور زینب ہم میں سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی تھیں۔ (بخاری شریف نمبر ۲ ص ۱۹۱، مسلم شریف نمبر ۲ ص ۲۹۱)

فائدہ: کیوں جناب۔ ازواج مطہرات۔ امہات المومنین کا حضور ﷺ سے یہ پوچھنا کہ ہم میں سے آپ کے بعد پہلے کس کا وصال ہوگا۔ کیا اس بات پر پختہ ثبوت نہیں ہے کہ ازواج مطہرات کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ ہماری عمروں سے بھی واقف ہیں۔ اور پھر اگر ظاہراً ہاتھ حضرت سودہ کے لمبے نکلے اور وصال پہلے حضرت زینب کا ہوا تو پھر بھی اپنی سمجھ کا قصور سمجھا حضور ﷺ کے علم غیب شریف پر شک نہیں کیا۔ قربان جائیں ان کے ایمان بالغیب پر۔ اگر اسی طرح ایک ایک صحابی یا صحابیہ کا نام لیکر روایتیں بیان کرنا شروع کردوں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی لیکن میں اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسئلہ واضح کرنا چاہتا ہوں لہذا میں تمام صحابہ کرام سے متعلق ایک ہی دلیل پیش کرتا ہوں بغض وعناد اور تعصب سے خالی ذہن کیلئے امید واثق ہے کہ وہ ایک دلیل ہی کافی ہوگی۔

......☆......

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ثانی اثنین اذ هما فی الغار

سعید ملت علامہ سید محمد عامر حسینی آسوی

تقریر: حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات گرامی قدر! آج جمادی الاخری جسے لوگ جمادی الثانی بھی کہتے ہیں کی تئیس (۲۳) تاریخ ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ بعض نے اکیس لکھی ہے اور بعض بائیس کہتے ہیں۔ بہر حال اس مقدس مہینے کا تعلق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں رب کے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شان بیان کی ہے، جو فضائل بیان کئے ہیں، جو کمالات بیان کئے ہیں، ان کی مقبولیت کا جو تعارف کرایا ہے نبی پاک علیہ ﷺ نے ان کی عظمت وشان کے جو فرمان پیش کئے ہیں، وہ عام طور پر کسی اور کے لئے نہیں کئے۔

شانِ صدیق بزبانِ شاہ مرسلین: نبی پاک علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

حب ابی بکر و شکر ہ واجب علیٰ کل امتی (صواعق محرقہ)

یہ لفظ یاد کر لینے چاہئیں، بہت پاکیزہ لفظ ہیں۔ نہایت ہی اعلیٰ لفظ ہیں۔ **حب ابی بکر**۔ ابوبکر کی محبت بھی **و شکر ہ**، اور ان کا شکر ادا کرنا بھی **واجب علی کل امتی**۔ میرے ہر امتی کے اوپر واجب ہے۔ یہ جو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ناں کہ میری امت کے اوپر واجب ہے، بڑا لطیف پہلو ہے اس میں۔ اور کیا واجب ہے، صدیق اکبر کی محبت بھی اور صدیق اکبر کا شکر بھی۔ امت پر صدیق اکبر کا بڑا احسان ہے، جو لطیف بات ہے اس میں، وہ یہ محسوس ہوتی ہے کہ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام معیار دے رہے ہیں۔ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھتا، وہ بھی میرا امتی نہیں۔ اور جو صدیق اکبر کا شکر ادا نہیں کرتا وہ بھی میرا امتی نہیں۔ شکر کی کئی صورتیں ہوتی ہیں لیکن سب سے اہم جو ایک صورت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اسلام پر بڑے کرم کئے ہیں۔ یہ شکر ادا کرنے والا شکر گڑھ میں ہو، دلی میں ہو، امریکہ میں ہو، صدیق اکبر سنیں گے۔ اصل طریقہ یہی ہے، مخاطب کر کے شکریہ ادا کرنا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ کا بھی شکر ادا کرو۔ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کا بھی شکر ادا کرو۔ اور سرکار فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر کا بھی شکر ادا کرو۔ بھئی سمجھ آ رہی ہے ناں۔

ان کے احسان کا کیا حال ہے۔ سرکار فرماتے ہیں۔

جان و مال برائے حضور ﷺ:

ان من امن النا س علی فی صحبته و ماله ابوبکر او کما قال ﷺ (بخاری و مسلم)

اپنی صحبت کے اعتبار سے اور اپنے مال کے اعتبار سے جو مجھ پر بڑے بڑے احسان کرنے والے ہیں ان میں صدیق اکبر بھی ہیں۔ یا عام ترجمے کے مطابق صدیق اکبر سب سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والے ہیں۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''کہ صدیق نے وقت بھی مجھ پر قربان کر دیا اور مال بھی مجھ پر قربان کر دیا۔''

چالیس ہزار درہم تھے' جب آپ نے اسلام قبول کیا ہے۔ (ازالۃ الخفاء، بحوالہ حاکم، فتح الباری شرح بخاری۔ج۔۷) کیسی بات ہے دعویٰ کرنا کچھ اور ہے' ویسے ہی زبان سے بات کر دینا اور ہے، نبھانا بہت مشکل ہے۔ حق یہ ہے کہ صدیق اکبر کے مال کو حضور اپنا مال سمجھتے تھے اور صدیق اکبر کے مال میں اس طرح تصرف کرتے تھے جس طرح اپنے مال میں کرتے تھے۔ کوئی کوئی خوش نصیب ایسا ہوتا ہے، جس کے مال کو کوئی اللہ والا اپنا مال سمجھے۔ تو جس کے مال کو دو جہاں کا والی اپنا مال سمجھے اس کی شان پھر کیا ہوگی۔ سرکار نے فرمایا' یہ سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ یہ الفاظ صدیق اکبر کے نہیں کہ میں نے احسان کئے ہیں، یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے احسان کئے ہیں۔ صدیق اکبر سے پوچھو وہ کیا کہتے ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ہم جیسوں کو، آپ فرماتے ہیں۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی   منت روشناس بہ خدمت گذاشتت

یہ نہ کہنا کہ میں بادشاہ کی بہت خدمت کرتا ہوں۔ یہ نہ کہیں کہہ بیٹھنا کہ میرا بڑا احسان ہے بادشاہ پر کہ میں اس کی خدمت کرتا ہوں۔ یہ احسان ہے بادشاہ کا تمہارے اوپر کہ تمہیں اپنی خدمت کا موقع دیا ہے۔ تمہیں اپنا نوکر بنایا ہے۔ یہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ پر' بے حد کرم ہے (کہ خدمت کے لئے چن لیا) تو پھر یہ حضور نے کیوں فرمایا (کہ صدیق اکبر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ہیں) تا کہ امت کو شرم آئے ابوبکر صدیق کی بے ادبی کرتے وقت۔ صدیق اکبر پر اعتراض کرتے ہوئے شرم آئے۔ صدیق اکبر کے خلاف بھونکتے ہوئے شرم آجائے کہ جس نبی کا میں کلمہ پڑھتا ہوں، وہ نبی صدیق کو اپنا محسن فرما رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا محسن قرار دے رہے ہیں۔ میرا نبی محسن کہے اور میں اس کی شان میں بکوں، یہ کلمے کا انکار ہے۔

اللہ کے محبوب پاک ﷺ کے سات خاص غلام جن میں جناب بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کو ان کے کافر مالک بہت تنگ کرتے تھے۔ بہت ہی مارتے تھے۔ کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منہ مانگی قیمت دے کر ان کو خریدا۔ اس معاشرے میں ظاہری طور پر اتنی قیمت نہیں بنتی تھی۔ ہمارے لئے تو سارا پاکستان ہی بلال رضی اللہ عنہ کے ایک بال پر قربان ہے۔ ہمارے لئے تو ساری دنیا ہی بلال کے ایک بال کا جواب نہیں۔ لیکن وہ جو معاشرہ تھا ناں' جس معاشرے میں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ جو ان کے معیار تھے، جس طرح بولی لگاتے تھے، اس اعتبار سے' ان کے خیال میں بلال کی قیمت اتنی زیادہ نہ تھی۔ اور وہ کہتے تھے کہ صدیق اکبر دیوانہ ہوگیا ہے۔ یہ کہتے تھے مجھے دیوانہ ہی سمجھ لو، میں نبی پاک کا دیوانہ ہوں۔ میں نے نبی پاک ﷺ کے غلاموں کو ضرور ہی خریدنا ہے۔ اس طرح پھر انہوں نے جناب بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا۔ نبی پاک نے فرمایا، صدیق! کچھ میرا حصہ بھی ڈال لینا تھا بلال کو خریدنے میں۔ تو صدیق اکبر نے عرض کی۔

هل انا و مالی لک یارسول الله۔ (ترمذی، ابوداؤد)

یارسول اللہ! میرا مال بھی آپ کا اور میں بھی آپ کا۔ آپ میری جان کے بھی مالک' میرے مال کے بھی مالک۔ یہ جو کچھ ہے آپ کا ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے' رب جس کو نبی پاک پر قربان ہونے کا' مال قربان کرنے کا جذبہ دے دے' وہ بندہ بڑا ہی اونچے مقدر والا ہے۔

بت شکن: ایک دن آپ عرض کرنے لگے' یارسول صلی اللہ علیک وسلم! میں نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ میں چھ سات سال کا تھا' میرے ابا جان (ابوقحافہ) مجھے بت خانے لے گئے۔ اور کہنے لگے' یہ تیرے رب ہیں تو ان کو سجدہ کر، میں نے سجدہ نہیں کیا۔ ابا جی ادھر ادھر ہوئے اور میں نے پتھر لے کر بتوں کو توڑنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا' اگر تم میرے رب ہو تو میں ننگا ہوں مجھے کپڑے دو۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو۔ اگر تم رب ہو تو چلو اور تو کچھ نہیں' میں تمہیں مارنے لگا ہوں' بچ سکتے ہو تو بچ کر دکھاؤ۔ ادھر ابا جان آ گئے۔ حیران رہ گئے۔ گھر جا کر (صدیق اکبر کی) ماں سے کہا کہ یہ کیسا بیٹا ہے جو خداؤں کو برداشت نہیں کرتا۔ ہمارے (جھوٹے) خداؤں کا مار مار کر ڈھیر لگا آیا ہے۔ بیڑا غرق کر آیا ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ ان کو کچھ مت کہیں۔ یہ جب میرے پیٹ میں تھا ناں' میں بتوں کو سجدہ کرنے لگتی تھی تو پیٹ میں ہی اپنے پاؤں اکڑا لیتا تھا۔ اس نے کبھی مجھے

بتوں کو سجدہ نہیں کرنے دیا۔ خود کہاں کرے گا۔ اور آواز آتی تھی۔

تمہیں مبارک ہو، تمہارے گھر صدیق آنے والا ہے۔ آسمانوں میں ان کا نام صدیق، مشرق و مغرب میں رفیق، یہ بڑا عظیم بیٹا ہے۔ اللہ کے رسول کا رفیق ہے (ارشاد الساری شرح بخاری جلد ششم)۔ کیسی شانیں تھیں صدیق اکبر کی۔ کیسا مقام تھا۔ اللہ اکبر

آج کل کئی بدبخت کہتے ہیں کہ مادر زاد ولی کوئی نہیں ہوتا۔ میں ایک دفعہ سیالکوٹ میں تھا۔ **1976ء** کی بات ہے غالباً۔ دو نو جوان میرے پاس آئے۔ غالباً 19۔ اپریل کو۔ پہلے اور باتیں ہوتی رہیں۔ کہ دعا میں ہاتھ اس طرح کرنے چاہئے کہ نہیں۔ ہاتھ اٹھا کر یارسول اللہ کہہ لیں یا اس طرح کہ **یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا**۔ یہ کہہ لیں تو کیا ہوتا ہے۔ کیا یہ اچھی بات ہے۔

میں نے کہا' لوگ خیرات مانگتے ہیں اپنے جیسے انسانوں سے' اسی طرح ہاتھ کرتے ہیں۔ جھولی اٹھائے ہوتے ہیں۔ وہاں شرک نہیں ہوتا۔ شرک ادھر کیسے آجاتا ہے۔ جدھر نبی پاک کی بارگاہ کا خیال ہوتا ہے۔ بھئی ٹھیک ہے کہ نہیں۔ کیا ایسا کرنے سے بھی شرک ہو گیا۔ کیسی بدبختی ہے۔ میں نے کہا حدیث پاک میں حضور نے دعائیں مانگی ہیں۔ ایک مشہور روایت ہے کہ سرکار جب دعا مانگتے تھے۔ ہاتھ اٹھا لیتے تھے۔

ابن ماجہ کی ایک حدیث کے مطابق تین حصے ہیں دعا کے۔ پہلا جملہ **اللھم** دوسرا جملہ **یا محمد** اور تیسرا جملہ **اللھم**۔ میں نے کہا خود حضور نے یہ دعا سکھائی ہے۔ نماز حاجت میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔ خیر وہ مطمئن ہو گئے۔ کہنے لگے' مولانا مودودی کا مضمون پڑھا ہے۔ میں نے کہا' ہاں پڑھا ہے۔ کہنے لگے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ نبی پاک ﷺ کو چالیس سال تک اس بات کا علم نہیں تھا کہ میں رب کا نبی ہوں۔ معاذ اللہ۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو بعد میں کرتے ہیں' پہلے یہ بتاؤ' جب رب کسی کو نبی بنائے، نبی بنانے کے بعد تو معلوم ہوتا ہے ناں کہ میں رب کا نبی ہوں۔ کہنے لگے' ہاں پھر تو ضرور اس کو علم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا' دوسری بات، جب رب ایک دفعہ نبوت دے دے تو کیا اس کو کینسل بھی کر دیتا ہے وہ؟ ایک سال کے لئے معطل کر دی جس طرح ملازم معطل ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح ہوتا ہے۔ کوئی ایسا واقعہ تمہارے ذہن میں ہے کہ رب نے پہلے نبوت دی ہو اور پھر کہا ہو کہ چلو کینسل کر رہے ہیں یا کچھ دیر کیلئے معطل کر دیتے ہیں۔ کہنے لگا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پوچھو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے' حضور نبی کب تھے۔ نبوت کب سے شروع ہوئی ہے۔ ترمذی شریف کی روایت آپ کو مل جائے گی۔ سرکار نے ارشاد فرمایا:

كنت نبيا و ادم بين الروح والجسد

كنت نبياً۔ سرکار فرماتے ہیں میں اس وقت بھی نبی تھا۔ کب؟ **وادم بين الروح والجسد**. جب آدم علیہ السلام کا گارا تیار ہو رہا تھا۔ روح ابھی جسم میں نہیں آئی تھی۔ تو جو اس وقت بھی نبی تھے۔ نوح علیہ السلام کے زمانے میں بھی نبی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی نبی تھے۔ اس وقت جو نبی تھے تو کیا دنیا میں آئے تو چالیس سال کے لئے نبوت معطل ہو گئی۔ کہنے لگے' نہیں نہیں ایسی بات تو نہیں۔ میں نے کہا' تو نبی ہی تھے ناں۔ کہنے لگے ہاں نبی تھے۔ میں نے کہا جب نبی تھے تو تم خود مانتے ہو کہ نبی کو اپنی نبوت کا علم ہونا ضروری ہے۔ اگر مولانا مودودی صاحب میلاد شریف والی روایات پڑھتے۔ ان پر ایمان لاتے، پھر پتا لگتا کہ نبی پاک علیہ السلام نے دنیا میں تشریف لا کر پہلا کام جو کیا ہے وہ رب کو سجدہ کیا ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی پاک علیہ السلام کی پھوپھی۔ آپ ﷺ نے اس وقت (وقت ولادت) کلمہ پڑھا

لا اله الا الله انی رسول الله

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

(سجدہ تعلیمات نبوت سے ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا بوقت ولادت سجدہ کرنا آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے)

کتنی عجیب بات ہے، سرکار جا رہے ہیں اور درخت سلام کر رہے ہیں۔ اور جا رہے ہیں تو ٹیلوں سے آواز آ رہی ہے۔ **السلام علیک یارسول الله** (مشکوٰۃ ص ۵۴۰) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ یہ بعثت سے پہلے کی بات ہے۔ یہ چالیس سالہ عرصے کے

دوران کی بات ہے۔علی مرتضٰی فرماتے ہیں پس نبی پاک علیہ السلام کے ہمراہ ہوتا تھا۔اور جس ٹیلے اور جس پتھر کے پاس سے گذرتے تھے آواز آتی تھی۔**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** . پتھر پہچانتے ہیں کہ یہ اللہ کے نبی ہیں تو کیا نبی کو معلوم ہی نہیں کہ میں نبی ہوں۔معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔نتیجہ نکالا کرو۔یہ پتھر ہیں ناں پتھر، یہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر **الصلوۃ والسلام** کیسے پڑھتے تھے۔**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا السلام علیک یا رسول اللہ** ۔اور کئی انسان ہو کر بھی اس طرح درود نہیں پڑھنا چاہتے۔اللہ اکبر۔قرآن فرماتا ہے۔

فقست قلوبھم فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ

کئی انسانوں کے دل پتھروں کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت کہیں۔**السلام علیک یارسول اللہ** ۔اور یہ کہیں نہیں پڑھنا۔بہرحال میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام تو ایک طرف رہ گئے اور چالیس سال کا دراز عرصہ تو ایک طرف رہ گیا' صدیق اکبر تو اپنی ماں کے پیٹ میں جانتے تھے کہ میری ماں بت کو سجدہ کرنے لگی ہے اور بت کو سجدہ نہیں کرنے دینا۔جناب علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت باسعادت ہوئی۔آنکھیں آپ نے نہیں کھولیں۔آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ بچے کی ولادت ہوئی ہے مگر وہ آنکھیں نہیں کھولتا۔آپ ﷺ تشریف لے کر گئے تو علی مرتضٰی نے فوراً آنکھیں کھول لیں۔مطلب یہ ہے کہ علی مرتضٰی کی محبت گوارا نہیں کرتی تھی کہ دنیا میں آؤں تو نبی پاک سے پہلے کسی کو دیکھوں۔معلوم تھا کہ حضور تشریف لائیں گے۔

مولانا ظفر علی خاں کہتے ہیں۔

شیعوں ہی کے تو نہیں مشکل کشا علی — ہر رن میں نعرہ سنیوں کا بھی ہے یا علی

خلافت صدیق اکبر: مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔یہ بات جو میں کرنے لگا ہوں اس پر غور کیجئے گا۔مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

حضرت علی مرتضٰی روحانی امداد کرتے ہیں۔اب بھی کرتے ہیں اور دنیا میں آنے سے پہلے بھی کرتے تھے۔کتنی شان ہے علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی۔آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی پاک ان کو دنیا میں ہمارا امام بنا گئے ہیں' نماز کا امام بنا گئے ہیں' جو خالص دینی امر ہے جب اس کا امام بنا گئے ہیں' تو یہی دلیل ہے ان کی خلافت کی۔علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا کہ مجھ سے نبی پاک نے عہد لیا تھا صدیق اکبر کی خلافت کا اور اگر حضور نے عہد نہ لیا ہوتا اور ابوبکر اپنی مرضی سے خلافت اختیار کرتے تو میں نے قطعاً منبر کی پہلی سیڑھی پر بھی ان کو چڑھنے نہیں دینا تھا۔یہ سب نبی پاک علیہ السلام کا فیض ہے۔جناب علی رضی اللہ عنہ کی گواہیاں ہیں۔محبوب کریم' روف رحیم' در یتیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

میرے سینے میں رب نے جو کچھ بھی ڈالا ہے' میں نے وہ صدیق اکبر کے سینے میں ڈال دیا ہے۔

پھر کون سی کمی رہ گئی صدیق اکبر کے سینے میں۔حقیقت یہ ہے کہ عشق رسول کی رنگینیاں دیکھنی ہیں تو بلال میں اپنا رنگ ہے، فاروق اعظم میں اپنا رنگ ہے، ہر ایک میں اپنا اپنا رنگ ہے لیکن ایک مخصوص رنگ صدیق اکبر میں ہے۔عاشقان مصطفٰی کا بہت بڑا سردار' بلکہ اپنی نوع کا لاجواب سردار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔تمام صحابہ کرام عاشق (رسول) تھے لیکن ان کا معاملہ کچھ اور تھا۔کچھ ایسے معاملے تھے کہ جن میں لوگ بلکہ جو خاص تھے وہ بھی ڈانواں ڈول ہو جاتے تھے۔

ہم مزاج رسول: صلح حدیبیہ ہونے لگی۔قریش آ گئے۔ان کی جتنی شرطیں تھیں' سب ایک سے بڑھ کر ایک عجیب تھیں۔انہوں نے کہا کہ اس دفعہ مسلمان مکے میں داخل نہیں ہوں گے۔واپس جائیں۔اگلے سال آئیں۔تلواریں نیاموں میں ہوں۔آپ نے فرمایا' چلو ٹھیک ہے۔انہوں نے کہا مدینے سے کوئی آدمی مکے جائے تو مکے والوں کی مرضی ہے بھیجیں یا نہ بھیجیں۔لیکن مکے سے کوئی آدمی مدینے جائے تو مدینے والے اسے واپس بھیج

دیں۔سرکار نے فرمایا' یہ بھی ٹھیک ہے۔سارے صحابہ کرام مخلصین تھے' کسی کے ایمان میں کمی نہیں آئی لیکن آج بہت زیادہ پریشان تھے یہ کیا بن رہا ہے۔جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔کہنے لگے' حضور کیا ہم حق پر نہیں' فرمایا' ہم حق پر ہیں۔عرض کی' کافر باطل پر نہیں؟ فرمایا باطل پر ہیں۔یہ بظاہر ایسے تھا۔جیسے نیچے لگ کر صلح کی ہے۔سرکار نے فرمایا' میں رب کا رسول ہوں۔**قال انی رسول اللہ ولست اعصیه وهو انصرق** ۔میں اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔یہ صلح میں نے نہیں کی، رب نے کروائی ہے۔انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ مکہ معظمہ جانا ہے اور وہاں جاکر عمرہ کرنا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا' میں نے کب کہا تھا کہ اسی سال جانا ہے۔پھر عمر فاروق صدیق اکبر کے پاس آئے اور کہا ''صدیق کیا ہم حق پر نہیں؟''۔صدیق نے فرمایا' ہم حق پر ہیں'۔کہنے لگے' کیا کافر باطل پر نہیں'۔صدیق نے فرمایا' باطل پر ہیں'۔کہنے لگے' پھر یہ کیا ہورہا ہے'۔صدیق فرمانے لگے بالکل انہیں الفاظ میں (جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا)

انه رسول الله وليس يعصى ربه وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اپنے اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتے۔اور اللہ اپنے رسول کا مددگار ہے۔

یہ بڑا ہی مشکل امتحان تھا۔ایسے مقام پر آکر بڑے بڑے رہ جاتے ہیں۔بالکل وہی لفظ جو نبی پاک ﷺ نے فرمائے تھے' صدیق نے کہے **انه رسول الله وليس يعصى ربه** ۔ جناب عمر کہنے لگے، کیا حضور ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ وہاں جاکر ہم نے عمرہ کرنا ہے اور قربانی وغیرہ کرنی ہے۔صدیق نے فرمایا' حضور نے یہ کب فرمایا تھا کہ اسی سال جانا ہے' یہاں بھی وہی الفاظ جو حضور نے فرمائے تھے۔پھر جنابِ فاروقِ اعظم کو ہوش آئی۔فرمایا کہ مجھے سمجھ آئی کہ میں نے بڑی جرات کی ہے۔پھر میں نے بڑے کام کئے، نیکیاں کیں، اس جرات کو معاف کرانے کے لئے۔

اور جب واپس آئے، ابھی راستے میں تھے تو آیت اتری

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً محبوبا! ہم نے تمہیں کھلی فتح عطا فرمادی ہے۔

یہ صلح حدیبیہ اتنی عجیب تھی کہ اس وقت تمام مسلمان پریشان تھے اور کافر بڑے خوش تھے۔بعد میں یہ صلح کافروں کے لئے اتنی نقصان دہ تھی کہ انہوں نے آکر کہا کہ جناب یہ بھی شق رکھ لیں، یہ بھی شق رکھ لیں۔ہم نے چھوڑیں۔وہ کہتے تھے کہ مدینے میں کوئی آئے تو اس کو واپس کردیں، اور مکے میں کوئی آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔پھر جب لوگ مسلمان ہو ہو کر مدینے آنے لگے تو سرکار ان کو واپس کردیتے۔وہ مسلمان کہتے تھے کہ حضور نے تو ہم کو مدینے سے نکالا ہے اب ہم جہاں مرضی رہیں۔انہوں نے قریش کو بڑی مصیبت میں ڈال کر رکھ دیا۔وہ سمندر کے قریب چلے گئے۔پھر کافروں نے آکر عرض کی۔حضور معافی دے دیں اور یہ جو لوگ ہیں ان کو مدینے واپس بلالیں۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

لو کان بعدی نبیاً لکان عمر ابن الخطاب ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا''

حضور ﷺ نے فرمایا

الحق ینطقِ علیٰ لسانِ عمر (مشکوٰۃ۔جلد سوم) عمر کی زبان پر حق بولتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

انّ الشیطٰن لیخاف منک یا عمر (مشکوٰۃ۔جلد سوم) اے عمر! شیطان آپ سے ڈرتا ہے۔

وہ عمر جن کی یہ شانیں ہونے والی تھیں، آج آکے پریشان ہوگیا تھا۔لیکن اس موقع پر جس شخص نے خالص نبی پاک ﷺ کی زبان میں جواب دیئے اور اطمینان کا اظہار کیا، وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔پھر جب آیتیں آئی ہیں **انا فتحنا** ۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عید منائی ہے۔

اہل بیت صدیق اکبر کے ساتھ تھے: جب حضور ﷺ کا وصال شریف ہوا، تو سرکار کے اہلِ بیت اطہار کو کسی قسم کا لالچ نہ تھا۔یہ بات بالکل ذہن سے نکال دینی چاہئے کہ سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کو کسی مرلے پلاٹ سے کوئی محبت تھی۔جو جنت کے پلاٹ تقسیم کرتے ہوں، انہیں

دنیا کے پلاٹوں سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔ایسے ہی بعض لوگوں نے ان کی شان (بزعمِ خود) بڑھاتے بڑھاتے بہت گھٹا دی ہے۔انہوں نے بہت غلط تاثر دیا ہے۔جنابِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے بڑے موید،تائید کرنے والے اھلِ بیت ہیں۔اور صدیق اکبر کے وصال پر سب سے دردناک خطبہ حضرت علی المرتضیٰ نے پیش فرمایا ہے۔یہ بہت عظیم لوگ تھے۔

خلافت سنبھالتے ہی مسائل کا سامنا: جب نبی پاک ﷺ کا وصال شریف ہوا تو کئی طرف سے نبوت کے جھوٹے مدعی اپنی قبائلی ذہنیت کی وجہ سے میدان میں آگئے۔کہ وہ قریش میں سے نبی بنے تھے ہم میں سے بھی کوئی نبی بننا چاہئے۔معاذ اللہ ثم معاذ اللہ عورتوں کو بھی یہ شوق چرایا اور وہ بھی سامنے آئیں،نبوت کا دعویٰ لیکر۔ایک طرف ایسے لوگ کھڑے ہوگئے جو کہتے تھے کہ زکوٰۃ ہم نے نہیں دینی۔نماز بے شک پڑھوالو۔ایک صاحب کہا کرتے تھے' جب ہم کالج میں پڑھتے تھے۔کسی نے کہا' شاہ جی کچھ پیسے چاہئیں ادھار'۔تو اس نے کہنا ہوتا تھا کہ کرتا لینا ہے تو لے لو،کتاب لینی ہے تو لے لو،جان لینی ہے تو لے لو،پیسے نہیں دینے۔مقصد یہ ہے عرض کرنے کا کہ آدمی کا پیسے کے ساتھ بڑا خاص تعلق ہوتا ہے۔وہ کہتے تھے کہ نمازیں جتنی کہیں ہم پڑھ لیں گے،پیسے نہیں دینے۔جھوٹے مدعیانِ نبوت یہ لالچ بھی دیتے تھے کہ زکوۃ ہم نے معاف کی پھر ہمیں مانو نبی۔مرزا قادیانی بدبخت کی ساری نبوت اس فلسفے کے گرد گھومتی ہے۔

ب اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

انگریزوں کو مسلمانوں کے جہاد سے بڑی تکلیف ہے۔ساری دنیا کو مسلمانوں کے نظریہ جہاد سے بڑی تکلیف ہے۔یہ بش کیا کر رہا ہے، افغانستان میں جو کچھ کیا ہے یا عراق میں جو کچھ کیا ہے،یہ آپ نے پڑھا ہوگا۔

اقوامِ متحدہ نے کہا تھا کہ ہم نے اپنی فوجیں نہیں بھیجنی،فرانس نے کہہ دیا ہم نے بھی اپنی فوجیں نہیں بھیجنی،جرمنی نے بھی کہہ دیا کہ ہم نے بھی فوجیں نہیں بھیجنی۔چند دنوں میں ہی شوق پورا ہوگیا امریکہ کا،آئندہ دیکھیں کیا بنتا ہے۔مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا جہاد،یہ بہت بڑی دولت ہے۔مولویوں نے فتوے دیئے،انگریزوں نے سوچا ابھی کام نہیں بنا۔پھر انہوں نے نبوت والا گروہ تیار کیا۔تو مقصد ہے عرض کرنے کا،ان لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور اپنے پاس سے ایک نبی بھی گھڑ لیا گیا۔اس وقت ایک لشکر تھا نبی پاک ﷺ نے جس کو آخری وقت میں شام پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی زیرِ سرکردگی۔اتفاق سے وہ روانہ نہیں ہوا تھا کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا وصال شریف ہوگیا۔اب صحابہ کرام مخلص قسم کے صحابہ کرام کہنے لگے کہ لشکر روک لو۔مدینے کی حفاظت کون کرے گا۔تو صدیق اکبر فرماتے تھے کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے اس لشکر کو تیار کیا ہے،میری کیا مجال ہے کہ میں اس کو روک لوں۔پھر آپ نے اس موقعہ پر فرمایا،مجھے یقین ہو جائے کہ جنگل سے شیر آجائیں گے،بھیڑیا آجائے گا،میں اکیلا رہ جاؤں گا،مجھے نوچ کر کھا جائیں گے۔میں پھر بھی اس لشکر کو نہیں روکوں گا،جس کو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام روانہ کر گئے ہیں۔

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ واقعی اس وقت صدیق اکبر کا ہی خلیفہ ہونا ضروری تھا۔حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مشہور ہیں سختی میں،مشیرِ اعظم آپ ہی ہیں۔آپ نے کہا یہ مصلحت نہیں کہ آپ یکدم ہر طرف لڑائی شروع کر دیں،پھر یہ صرف زکوۃ کے منکر ہیں،نماز تو پڑھتے ہیں ناں،لہٰذا رہنے دیں۔صدیق اکبر فرمانے لگے بڑا عجیب جملہ ہے آپ کا۔پھر آپ فرمانے لگے

اجبار فی الجاھلیة و خوار فی الاسلام ''زمانہ جاہلیت میں تو تم بہت سخت ہوتے تھے،اب اسلام میں آکر نرم ہوگئے ہو۔''اب کیوں نرم بن رہے ہو؟

انه قد انقطع الوحی و تم الدین اینقص و انا حی .... (مشکوۃ) وحی ختم ہوگئی۔اب نیا نظام نہیں آنا' دین مکمل ہو چکا ہے۔میں زندہ رہوں اور دین میں کمی کی جائے یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

یہ لفظ بتاتے ہیں کہ واقعی اس وقت خلیفہ صدیق اکبر کو ہی ہونا چاہیئے تھا۔ جس وقت خلیفہ فاروقِ اعظم بنے، اس وقت انہیں کو ہونا چاہیئے تھا۔ جس وقت عثمانِ غنی خلیفہ ہوئے اس وقت انہی کو ہونا چاہیئے تھا۔ جس وقت علی المرتضٰی خلیفہ ہوئے اس وقت انہیں کو ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن یہ پہلا موقع جو ہے اس پر صدیق اکبر ہی کو خلیفہ بننا چاہیئے تھا اور پھر ہوا کیا۔ آپ نے لشکر بھیج دیا اور فتح پر فتح نصیب ہوئی۔ منافق لوگ سمجھے کہ مدینہ شریف میں نہ جانے کتنے لشکر ہیں جو وہاں سے اس حال میں آ گئے ہیں۔ کئی نے سن کر ہی توبہ کر لی۔ رب کے فضل و کرم کے ساتھ اور نبی پاک ﷺ کی مہربانی و تصرف کے ساتھ

صدیق اکبر ہی خلیفہ اول کیوں؟: تو عزیزانِ گرامی قدر! میں نے عرض کی ہے ناں کہ اس وقت صدیق اکبر ہی کو خلیفہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ رب نے عمریں مقرر فرمائیں

اذا جاء اجلهم يستاخرون ساعته ولا يستقدمون

جب وقت آ جاتا ہے آخری۔ تو پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہیں ہوتا۔ یہ چار یار تھے' نبی پاک کو سب سے زیادہ عزیز۔ اور چاروں کا خلیفہ ہونا ضروری تھا۔ جس نے سب سے پہلے دنیا سے جانا تھا اس کو پہلے خلیفہ ہونا چاہیئے تھا۔ جس نے اس کے بعد جانا تھا اسے دوسرے نمبر پر ہونا چاہیئے تھا۔ جس نے اس کے بعد جانا تھا اسے تیسرے نمبر پر ہونا چاہیئے تھا۔ جس کا وقت چوتھے نمبر پر تھا اس کو چوتھے نمبر پر ہونا چاہیئے تھا۔ رب نے فیصلہ جو کر دیا تھا پہلے ہی عمروں کا۔

رب تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کا صدقہ مہربانی فرمائے' کرم فرمائے۔ سلام پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ جب مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام پڑھیں اور صدیق اکبر کا دن آئے تو کم از کم وہ شعر جو اعلیٰحضرت نے صدیق اکبر کے بارے میں لکھے ہیں۔ وہ یاد رکھنے چاہیئے۔ اسی طرح فاروق اعظم کا دن آئے۔ عثمان غنی کا دن آئے۔ حیدر کرار کا دن آئے تو مناسبت سامنے رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ دوسری بات ہے کہ جب یہ دن آئیں ناں تو یقین اور ایمان کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں دعا مانگا کرو۔ عرض کیا کرو' یا اللہ! آج صدیق اکبر کا دن ہے۔ مہربانی فرما دے۔ اور جو جو چیز ضروری ہو مانگا کرو۔ یقین ہوگا' ایمان ہوگا تو انشاء اللہ العزیز بات پوری ہوگی۔ ان میں سے کوئی بھی ہو۔ یہ سارے ہی رب کے محبوب ہیں۔ نبی پاک کے سارے یار رب کے محبوب ہیں۔ اس لئے کسی کا بھی دن آئے تو رب کی بارگاہ میں اس طرح کر لیا کرو۔ ہمیں مانگنا نہیں آتا۔ اس بات کا نہایت افسوس ہے۔ یا بدقسمتی سمجھ لیں کہ مانگنا نہیں آتا۔ اور مانگنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ کئی لوگ بڑا گھبرائے ہوتے ہیں۔ او جی کاروبار فیل ہو گیا جی۔ کیا کیا جائے۔ بڑی پریشانی ہے۔ کدھر جائیں جی۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اور ان سے پوچھیں کہ نماز پڑھتے ہو؟ او جی وقت ہی نہیں ملتا۔ ہم کہتے ہیں جس کا حکم رب نے دیا ہے۔ اس کام کا، کیا وقت ہی نہیں ملتا۔ جس کام کا نبی پاک نے حکم دیا ہے۔ کیا اس کا وقت نہیں ملتا۔ کسی نے کہہ دیا کہ صبح کی پڑھتے ہیں، کسی نے کہہ دیا' بس جی باقاعدگی نہیں ہوتی۔ اے رب کے بندو! حضور سے پوچھا گیا' حضور کس وقت کی دعا قبول ہوتی ہے۔ سرکار نے فرمایا' جو آدھی رات کو کی جائے، یا فرض نمازوں کے بعد کی جائے، پھر دعا مانگتے ہیں تو کسی کے ہاتھ اس طرح ہوتے ہیں کہ کسی کے اس طرح جمائیاں لے رہے ہوتے ہیں۔ یقین کے ساتھ بندہ سمجھے کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ادب کے ساتھ، توجہ کے ساتھ یقین ایمان کے ساتھ نبی پاک کا واسطہ دے۔ بزرگانِ دین کا واسطہ دے۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرے۔ اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ اس کی رحمتوں کا شمار نہیں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں　　　راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں

کوئی ہو تو سہی بندہ مانگنے والا۔ یہ ہمارے مانگنے کا قصور ہے۔ اس کی رحمتوں کا قصور نہیں ہم بے وفا ہیں۔ وہ بے وفا نہیں وہ تو بڑا کریم ہے توجہ کر کے دیکھا کریں۔

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين

حضور نقش لاثانی قدس سرہ النورانی اور زراعت

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام دین فطرت ہے اور بہترین نظام حیات۔ یہ چند عقائد اور مخصوص اوراد و وظائف پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس نے دنیا کو بے مثال تمدن و معاشرت اور بے نظیر تہذیب و ثقافت سے بھی نوازا ہے۔ وہ تمام کام جن سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے، باعث تحسین ہی نہیں، کار ثواب بھی ہیں اور وہ تمام امور جو خلق خدا کی ہلاکت کا سبب بنیں، قومی و قانونی جرم ہی نہیں، گناہ اور موجب عذاب بھی ہیں۔ یعنی

حضور رحمۃ للعلمین ﷺ نے بھی انسانی بھلائی کا معیار یہی ٹھہرایا ہے۔

......﴿خیر الناس من ینفع الناس﴾......

اسی پس منظر میں 'زراعت' کو لیں تو یقیناً اس کے مخزن حسنات ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسے علماء نے "افضل المکاسب قرار دیا ہے، کیونکہ زمین کو آباد کرنے اور مخلوق خدا کی ضرورت کی اشیاء اگانے میں پورے ملک کے عوام کو نفع پہنچتا ہے، حتیٰ کہ حیوانات چرند پرند بلکہ زمین پر رہنے والے ہر جاندار کو کسی نہ کسی طریقے سے اس کا فائدہ ہوتا ہے۔۔۔۔ علامہ طیبی علیہ الرحمہ نے محی السنہ سے روایت نقل کی ہے صحابی رسول حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اخروٹ کا درخت لگا رہے تھے۔ کسی نے کہا آپ بڑھاپے میں درخت لگا رہے ہیں۔ پھل آنے تک آپ کہاں زندہ ہوں گے؟ فرمایا کچھ حرج نہیں۔ پھل اور لوگ کھائیں گے اور ثواب مجھ کو ملے گا" (فیوض الباری بحوالہ کرمانی)

اب زمین آباد کرنے، بونے اور درخت اگانے کا ثواب ملاحظہ کیجئے۔

بخاری شریف **کتاب الحرث و و المزارعة** کی پہلی حدیث ہے۔

عن انس ابن مالک قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلم یغر س غر ساا ویز ر ع زرعا فیا کل منه طیر او انسان او بهیمة الا کا ن له به صد قة

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا 'جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے پھر اس میں سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی چوپایہ کھائے تو اس کو صدقے کا ثواب ملے گا'۔

صوفیائے کرام جن کی زندگی کا مقصد وحید ہی رب اکرم جل مجدہ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی رضا جوئی ہوتا ہے، اس نکتے سے کیونکر غافل رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو جو آخرت کی کھیتی ہے، حکمت سے پیدا کیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ زمین آباد رہے اور

خلقت کو فائدہ پہنچے۔اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسراف کے بجائے محض ضروریات میں صرف کرنے کے لئے دنیا کو آباد کرنے کا کتنا ثواب ہے تو ہمیشہ اس کو آباد کرنے کی کوشش میں رہیں اور اگر جان لیں کہ زمین کو بےکار چھوڑنے کا کتنا گناہ ہے تو کبھی اسے غیر آباد نہ چھوڑیں۔اور نہ اس کی خرابی کے سامان پیدا کریں۔جس زمین سے ہزار من غلہ حاصل ہو سکتا ہے' اگر مالک کی کوتاہی سے نو سو من (900) غلہ پیدا ہوا اور ایک سو (100) من سے مخلوق خدا محروم رہے تو اس کے مطابق باز پرس ہو گی۔۔۔۔۔۔اگر کوئی آدمی سستی کی وجہ سے زمین کو آباد نہیں کرتا اور اس کا نام زہد رکھتا ہے۔تو یہ شیطان کی اتباع کے سوا کچھ نہیں نیز کوئی بھی دنیا و آخرت میں بیکار آدمی سے زیادہ گناہگار نہیں۔(مشجر الاولیاء ص۔۲۰۱)

حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کا شمار سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر میں ہوتا ہے۔آپ بڑے وسیع پیمانے پر زراعت کا کام کرتے تھے۔مزارعین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی۔کہتے ہیں کہ آپ اسی (80000) ہزار من غلہ عشر کی صورت میں بادشاہ وقت کو دیا کرتے تھے۔مولنا جامی علیہ الرحمہ آپ کی زیارت کے لئے تاشقند گئے۔شہر کے قریب دیکھا کہ ہزاروں من غلہ باہر جا رہا ہے۔لوگوں سے پوچھا کہ 'اس غلے کا مالک کون ہے'؟ انہوں نے کہا 'خواجہ عبید اللہ احرار۔یہ سن کر مولنا کے دل میں کچھ وسوسہ سا پیدا ہوا میں تو خواجہ احرار (رضی اللہ عنہ) کے فقر کا شہرہ سن کر آیا ہوں لیکن وہ تو دولت میں کھیل رہے ہیں۔خانقاہ میں پہنچے تو خواجہ موجود نہیں تھے، ان کے انتظار میں بیٹھ گئے۔بیٹھے بیٹھے اونگھ آ گئی۔خواب میں دیکھتے ہیں کہ 'حشر کا میدان ہے اور ایک شخص ان سے اپنا قرض طلب کر رہا ہے لیکن ان کے پاس کچھ بھی نہیں، چنانچہ وہ ان کو دوزخ کی طرف گھسیٹنے لگتا ہے۔اتنے میں خواجہ احرار تشریف لاتے ہیں اور ان کا قرض اپنی گرہ سے ادا کر کے رہائی دلاتے ہیں'، اس کے ساتھ ہی مولنا کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو خواجہ احرار سرہانے بیٹھے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ 'میرا مال اسی لئے ہے کہ آپ جیسے لوگوں کو قرض سے نجات دلاؤں۔مولانا ششدر رہ گئے اور اسی وقت بیعت کر لی۔(تذکرہ وکلام حضرت مولنا عبدالرحمٰن جامی از طالب ہاشمی)

غالباً اسی واقع سے متاثر ہو کر آپ نے حضرت خواجہ احرار کی بارگاہ میں یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے (جس میں زراعت کا نہایت پیارے انداز میں ذکر کیا گیا ہے)

ہزاراں مزرعہ در زیر کشت است — کہ زاد رفتن راہ بہشت است
دریں مزرعہ نشاند تخم دانہ — دراں عالم نہد انبار خانہ

یعنی: حضرت خواجہ ہزاروں کھیتیاں بوتے ہیں جو بہشت کی راہ کا زاد سفر ہیں۔آپ یہاں (دنیا کی) اس کھیتی میں تو بیج بوتے ہیں اور (عقبیٰ کے) اس جہان میں کھلیان لگاتے ہیں۔

زراعت کی فضیلت واہمیت کا مختصر سا بیان اور صوفیائے کرام کے طرز عمل کا کچھ ذکر آپ نے ملاحظہ فرما لیا، اس عاجز کے نزدیک مردان حق کا اس طرف متوجہ ہونا اس لئے بھی ہے وہ اپنے حقیقی مراتب و کمالات اہل دنیا سے چھپانا چاہتے ہیں اور اپنے عروج مقام پر زراعت وغیرہ کے ذریعے پردے ڈال کر بڑے اطمینان سے آگے بڑھتے رہتے ہیں۔اہل دنیا انہیں اس حال میں دیکھ کر اپنی طرح کا دنیادار سمجھتے ہیں۔اور یوں اللہ والے بھی ایسے 'ناجنسوں' سے محفوظ رہتے ہیں۔ہاں جنہیں قدرت نے نور بصیرت بخشا ہے وہ انہیں اس حال میں بھی پہچان لیتے ہیں۔اور ان کی اس ظاہری 'دنیاداری' کو خالص 'دینداری' یقین کرتے ہیں۔(اس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے) اگر غور کیا جائے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو نور یا بشر سمجھنے کی وجہ بھی طرز فکر کا یہی اختلاف ہے۔منکرین ان کے ظاہری حالات دیکھ کر انہیں اپنے جیسا بشر ہی سمجھتے رہے اور ایمان والے بشریت کو محض پردہ خیال کر کے ان کے اصل مقام و مرتبہ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔

قیوم زمانی حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ اور قطب دوراں حضور نقش لاثانی علیہ الرحمۃ کی سیرت مقدسہ کا مطالعہ کرنے والے حضرات خوب

جانتے ہیں۔ کہ دونوں بزرگواروں کو 'ہدایت خلق' کے بہترین جذبے کے باوجود 'عوام' سے 'اپنا آپ چھپانا' کتنا پسند تھا۔ کسی مزار مقدس پر پہنچتے تو ساتھ والوں کو تاکید ہوتی تھی کہ 'علی پور شریف' کا نام ہرگز زبان پر نہ لائیں۔ سفر کے دوران کوئی اجنبی تعارف چاہتا تو (دونوں) فرمایا کرتے 'زمیندار' ہوں۔ عام مشائخ کی طرح مسند وغیرہ لگا کر بیٹھنا قطعاً گوارا نہیں تھا۔ اور 'پیری مریدی' کو ایک پیشے کی حیثیت دینا سخت مکروہ جانتے تھے۔ اس فکری پس منظر میں سوچیے' وہ وسیع اراضی جو ورثے میں ملتی رہی، کتنی مددگار ثابت ہوئی۔ گویا اس کا آباد کرنا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہت بڑے ثواب کا موجب بھی تھا اور پھر اپنی غوثیت وقیومیت اور دیگر باطنی مدارج پر پردہ ڈالنے کا حسین ذریعہ بھی۔

حضور شہنشاہ ولایت سرکار نقش لاثانی قدس سرہ کی سیرت کا یہ پہلو بہت نمایاں تھا کہ جس کام کی طرف متوجہ ہوتے، اسے بہترین انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش فرماتے ساتھ ہی یہ اہتمام بھی پیش نظر رہتا تھا کہ اس میں کم سے کم مدت صرف ہو۔ چنانچہ یہی حال 'زراعت' کے شعبے کا تھا۔ ٹریکٹر وغیرہ جدید آلات سے پہلے قلبہ رانی کے لئے بیل اور بھینسے استعمال ہوتے تھے، انہیں کے ذریعے بوائی اور گہائی کی جاتی تھی اور انہیں کو اناج کے نقل وحمل کے لئے کام میں لایا جاتا تھا۔ سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہ جانوروں کے انتخاب میں بڑی دلچسپی لیتے تھے۔ خوبصورت اور جفاکش مویشیوں کے لئے بعض دفعہ خدام کو دور دراز سفر پر بھیج دیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک خواجہ اہل طریقت حضرت پیر محمد معصوم بادشاہ صاحب چوراہی علیہ الرحمۃ دربار (شاہ لاثانی علیہ الرحمہ) میں تشریف لائے تو فرمانے لگے' ہمارے علاقے میں آج کل جانور بہت سستے ہیں۔ کسی کو بھیج کر منگوا لیجئے۔ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ نے قبلہ حاجی محمد مقبول اور چودھری محمد صدیق صاحب کو بھیج دیا۔ دونوں حضرات دو تین دن علاقے میں گھومتے رہے اور آخر اپنے انتخاب کا فیصلہ دیا۔ حضرت مخدوم چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے نرخ طے کیا اور جانور دربار عالی میں پہنچ گئے۔

حاجی صاحب کی ایک روایت کے مطابق حضور نقش لاثانی قدس سرہ کھاریاں ضلع گجرات میں جلوہ افروز تھے کہ احباب نے ایک بھینسے کے بارے میں شکایت کی جو زمینداروں کی مشترکہ ملکیت میں تھا، دن بھر کھلم کھلا کھیتوں میں چرتا اور رات کو لکڑی کے دروازے توڑ کر اور مویشی خانوں میں داخل ہو کر بھینسوں گائیوں کے آگے سے چارہ کھا لیتا۔ لوگ اس سے سخت پریشان تھے۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ نے پوچھا' اب کہاں ہے' بولے' باہر کھیتوں میں'۔ خیر حضور چند غلاموں کے ساتھ باہر تشریف لے گئے، اسے آسانی سے پکڑ لیا گیا اور ناک میں رسی ڈال کر دربار شریف بھیج دیا گیا۔ (اس کا پکڑنا اور یوں اس کا بغیر حیل وحجت کے دربار شریف پہنچ جانا ان لوگوں کے نزدیک کرامت سے کم نہیں تھا)

یہ بھینسا جیسا کہ ظاہر ہے بہت زیادہ موٹا تازہ تھا۔ اسے کام میں لانے کیلئے جوڑی کی تکمیل ضروری تھی چنانچہ اس کے ساتھ کی تلاش شروع ہوئی۔ اسی علاقے میں ایک اور بھینسا تھا جو اس کے برابر تو نہیں تھا تاہم اس کے قریب قریب ضرور تھا۔ اس کے مالک کو جب معلوم ہوا کہ دربار شریف میں اس کی ضرورت ہے تو اس نے نذر کرنا چاہا مگر حضور کے ارشاد پر اس کی قیمت طے کرائی گئی۔ زمینداروں نے سات سو روپے مقرر کی مگر حضور نے مبلغ سات سو پچاس روپے دے کر بھینسا قبول فرمایا حاجی صاحب کی روایت کے مطابق بھینسوں کی یہ جوڑی اتنی خوبصورت تھی کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے۔ ایک دفعہ سالانہ عرس کے دنوں انہیں بیل گاڑی میں جوت کر سیالکوٹ کے نواح سے غلہ خرید کر لایا جا رہا تھا۔ کہ سیداں والی شریف کا مشہور دربار آ گیا۔ لوگ بڑی حیرت سے ان جانوروں کو دیکھ رہے تھے کہ صاحب دربار حضرت کا کے شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو بلند مرتبہ مجذوب تھے، زور زور سے پکارنا شروع کر دیا، 'لاثانی، لاثانی'۔ (یعنی یہ دربار لاثانی کے بھینسے ہیں۔)

ٹریکٹروں کے رواج کے بعد بھی آپ نے جانوروں سے ہل جوتنے کا طریقہ ترک نہ کیا اور پرانے 'ہالیوں' کو فارغ نہ کیا۔ ایک تو رسم بندہ پروری کا یہ تقاضا تھا، دوسرے 'خدام' کی تربیت کا پہلو بھی سامنے تھا۔ یعنی انہیں اس وہم سے بچانا بھی مطلوب تھا کہ ٹریکٹروں کی موجودگی میں وہ بیکار

اور غیر ضروری ہیں نیز یہ کہ زراعت اپنی اہمیت اور افادیت کے باوجود اولیائے کرام علیہم الرحمۃ کا اصل مشن نہیں، ان کا اصل مشن تو آدم گری یعنی انسانوں کے فکر و عمل کی اصلاح ہے۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ نے زندگی بھر اسی مشن کو پیش نظر رکھا اور لمحہ بھر کیلئے اسے فراموش نہیں کیا۔ 'زراعت' اپنے احوال چھپانے کا ایک ذریعہ ہی نہیں تھا بلکہ تربیت اہل سلوک کا ایک انداز بھی تھا۔ (اور یہ وہ خاص موڑ ہے جہاں دنیا کے زمینداروں اور دین کے علمبرداروں کی راہیں جدا جدا ہو جاتی ہیں) دنیا پرست اپنا 'کام' ضروری سمجھتے ہیں اور 'انسان' ان کے نزدیک اس 'کام' کا محض ذریعہ ہیں، کام کسی اور طریقے سے ہو جائے تو 'انسان' کو چھٹی۔ چنانچہ یورپ کا صنعتی انقلاب اس کا شاہد عادل ہے۔ مشینیں ایجاد ہو گئیں تو انسان 'سستا' بلکہ بہت 'سستا' ہو گیا۔ بندہ مزدور کے اوقات تلخ ہوئے تو اسی 'ارزانی' کی بنا پر۔ کارخانہ دار، سرمایہ دار، زمیندار کا کردار اسی انسان کش سوچ کا نتیجہ تھا۔ اس کے ردعمل کے طور پر یہ سوشلزم اور کمیونزم کا فتنہ ابھرا مگر اپنے دعویٰ مساوات کے باوجود وہ انسانوں کیلئے ان سے بھی بڑی 'دار' (یعنی پھانسی) لایا اور آخر چند سال افراتفری مچا کر شاید ہمیشہ کیلئے دفن ہو رہا ہے۔

اللہ والے اللہ کی رضا کیلئے 'انسان' کو سرمایہ کائنات سمجھتے ہیں اور اس کی حفاظت و تربیت کیلئے اسے 'کام' پر لگاتے ہیں۔ سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کا طرز عمل اسی نقطۂ نظر کا نتیجہ تھا۔ چاروں سلسلوں میں اجازت کے باوجود آپ پر خصوصاً 'نقشبندیت' کا غلبہ تھا۔ بعض دوسرے سلاسل میں اندر کی نفسانیت مارنے کیلئے چلے اور سخت مجاہدے کرائے جاتے ہیں (اور یقیناً ان کا اپنا فائدہ اور اثر بھی ہے) مگر نقشبندی حضرات گوشہ گیری اور خلوت گزینی کی بجائے عام لوگوں میں گھل مل کر رہنے شریعت کی پابندی کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اسی لئے مولانا جامی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

یعنی نقشبندی صوفی عجب قسم کے قافلہ سالار ہیں کیونکہ یہ چھپی راہ سے قافلے کو 'حرم' تک پہنچاتے ہیں۔

یہ چھپی راہ کیا ہے، یہی سالک استاد، وکیل، مجسٹریٹ، زمیندار یا کارخانہ دار نظر آئے مگر وہ ان پردوں کے اندر رہ کر بھی باطنی ترقیات پر سرفراز ہوتا رہے اور ایک عام انسان کے لبادے میں رہ کر خاص بلکہ خاص الخاص ہو جائے۔ گویا جہاں زراعت وغیرہ دنیاداری کے کام خود 'مرشدان باصفا' کے مقام بلند کو عوام سے چھپا رکھتے ہیں۔ وہیں ان کے 'مریدان با اخلاص کی اندرونی و روحانی اصلاح کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔

سیدی حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہٗ فصل کی کٹائی کے وقت از حد مسرور و مصروف دکھائی دیتے تھے۔ ان دنوں باہر کے تبلیغی سفر بھی موقوف رہتے تھے اور تعویذوں کا بستہ بھی عموماً بند رہتا تھا۔ پھر کٹائی اتنی جلدی مکمل ہو جاتی تھی کہ ہفتوں کا کام دنوں میں ہو جاتا تھا۔ دربار شریف میں ایسی چہل پہل ہوتی تھی گویا عرس مقدس کے دن ہوں۔ کام کرنے والا خود ایک خاص کیف سے سرشار ہوتا تھا۔ کبھی تھکن بھی محسوس ہوتی تو حضور نقش لاثانی کے تبسم بندہ نواز سے ہلکی ہو جاتی۔ میرے جیسے کمزور لوگ بھی کٹائی کو زیادہ کٹھن نہ سمجھتے اور جھٹ درانتی لے کر کٹائی کرنے والوں میں شامل ہو جاتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضور جسمانی طور پر کمزور لوگوں کو پانی پلانے پر مامور فرما دیتے۔ بعض ایام میں دربار شریف کے درویشوں کے ساتھ 'مانگی' کے لوگ بھی شامل ہو جاتے۔ اس سلسلے میں اکثر درمان گمرولہ کے ارائیں اور راجپوت اریاں کے مرزے، مالوکے والے جاٹ اور کبھی کبھی بوعہ کے گجر حضرات خصوصی طور پر پیش پیش ہوتے۔ سوچئے ذات پات کی تقسیم کی تمیز کا خاتمہ مقبولان بارگاہ کے آستانوں پر کس طرح سے ہوتا ہے۔ جس دن ان مہمانوں کی آمد ہوتی، حلوہ، گوشت وغیرہ کی ضیافت کا اہتمام ہوتا۔ ایک دفعہ کٹائی کے دنوں میں جمعہ شریف آ گیا تو خدا شاہد ہے دل سے بار بار آواز آتی تھی 'آج جمعۃ الوداع ہے' آج جمعۃ الوداع ہے' الغرض یوں لگتا تھا جیسے آسمان سے 'سکینہ' نازل ہو رہا ہے اور قلب و روح پر انوار کی بارش ہو رہی ہے۔

زیادہ تر یہ سماں گندم کی کٹائی کے موقع پر ہوتا تھا کیونکہ گرمیوں کا موسم شروع ہو جاتا ہے اور بظاہر کٹائی زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ مجھے پانی پلانے کی سعادت حاصل ہورہی تھی کہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار گنگنانے لگا۔ سرکار نقش لاثانی علیہ الرحمہ نے پوچھا تو یہ (شعر) عرض کئے:

دو پہر کی آگ میں وقت درود ہقاں پر

ہے پسینے سے نمایاں مہر تاباں کا اثر

جھلکیاں امید کی آتی ہیں چہرے پر نظر

کاٹ لیتا ہے مگر جس وقت محنت کا ثمر

یا محمد ﷺ کہہ کے اٹھتا ہے وہ اپنے کام سے

ہائے کیا تسکین اسے ملتی ہے تیرے نام سے

حضور نے بڑے پیار سے بے ساختہ فرمایا 'واہ اقبال کمال کیتا ای' اوپر تفصیل سے گزر چکا ہے کہ زراعت بہترین کسب ہے اور ازحد ثواب کا کام بھی۔ حضور آخری ایک دوسالوں [1] کے علاوہ ہمیشہ خود کھیتوں میں تشریف لے جاتے اور اس کی نگرانی فرماتے (بوائی، کٹائی یا گہائی)، سب کچھ سامنے کراتے) اور اپنے پروردگانِ نظر کیلئے بھی اس عبادت میں شریک ہونا بہتر خیال فرماتے۔ ایک بار دھان کی بوائی کے دن تھے، سخت بارشیں ہو چکی تھیں اور کھیتوں اور راستوں میں پانی فٹ فٹ دو دو فٹ کھڑا تھا۔ حضور قبلہ عالم اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر کھیت میں تشریف لے جانے لگے تو بعض خدشات کے پیشِ نظر میں نے عرض کیا 'حضور! کھیتوں میں صاحبزادگان صاحبان کام کرا رہے ہیں، بوائی ہو رہی ہے، حضور یہیں دربار شریف میں تشریف رکھیں تو کیا بہتر نہیں تاکہ باہر سے آنے والی مخلوق بھی فیضیاب ہو سکے۔ فرمایا '(زراعت کا) یہ کام بھی مخلوق خدا کیلئے ہی کرتا ہوں، ورنہ مجھے تو دن رات میں دو ٹکیاں (چھوٹی روٹیاں) کافی ہیں'۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دھان کی کٹائی کا موسم تھا۔ موضع کھنگوڑہ کے قریب حضور کھیت میں تشریف فرما تھے۔ یہ (کٹائی کا) آخری دن تھا، (میں بدقسمتی سے اس سے پہلے نہ آسکا تھا،) حضور نے فرمایا 'سوچتا تھا کہ وہ (آسی) بھی آجائے تو کٹائی میں شامل ہو جائے' (یعنی اچھا ہوا کہ تجھے یہ سعادت مل رہی ہے)

حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ النورانی کے دربار شریف میں بوائی، کٹائی اور خدمت کرنے والے اس کی روحانی برکات کا مشاہدہ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ انھیں کثیر دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے تھے۔ ان کی اپنی زمین اور فصل میں بھی برکت ہوتی اور دیگر کاروبار میں بھی۔ قبلہ عالم علیہ الرحمہ کو زمین کی آبادی اور فصل کی تیاری ایسی مرغوب و مطلوب تھی کہ ظاہر علالت کے باوجود ہل چلانے، بیج ڈالنے، پانی دینے اور کھیتوں کی نگرانی کے سلسلے میں خود ہدایات دیتے اور جو خدام کام پر مامور ہوتے، انھیں ناشتہ وغیرہ پہنچانے کا خصوصی اہتمام ہوتا۔ گویا یہ بات آپ کے نوٹس میں ہوتی تھی کہ فلاں فلاں کھیت میں کون ہل چلا رہا ہے۔ فلاں فلاں زمین میں کون کون آبپاشی کر رہا ہے، بیج بڑی احتیاط سے منگوائے جاتے تھے۔ فصل اگ جاتی تو اس کی رکھوالی بھی اسی اہتمام سے ہوتی۔ دربار شریف کے وہ کہن سال درویش جو زیادہ مشکل کام نہیں کر سکتے تھے۔ کھیتوں کی نگرانی پر مقرر ہوتے۔ (جس میں انھیں قطعاً کوئی دقت نہیں ہوتی تھی)

کٹائی اگر رمضان المبارک میں کرنی پڑتی تو بھی روزے کی پابندی لازمی ہوتی۔ ہاں کٹائی صبح سویرے شروع کر کے دوپہر سے ختم کر دی جاتی تھی (سیدی حضور نقشہ نقش لاثانی اعلیحضرت پیر سید عابد حسین شاہ مدظلہ العالی کے دور میں روزوں کے دن آئے تو کٹائی کو موخر کر دیا گیا)

(۱: اب کٹائی کے مکمل انچارج فرزند اکبر حضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ہوتے تھے)

ضروری دعائیں

محقق دوراں حافظ محمد نصر اللہ حسینی آسوی ﴿مدینہ شریف﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظر بد کی دعا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات کے ساتھ تعویذ کرتے اور فرماتے۔ تمہارے جد امجد (حضرت ابراہیم علیہ السلام) حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام کو انہی (کلمات) کے ساتھ تعویذ کیا کرتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

﴿اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ☆مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ☆ وَ مِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ﴾

ترجمہ: میں اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں☆ ہر شیطان و زہریلے جانور سے☆ اور ہر بیمار کرنے والی نظر سے پناہ لیتا ہوں۔ (بخاری حدیث: 3371، مشکوۃ 1535، کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض)

شام کے وقت یہ دعا پڑھنے سے زہریلے جانور نقصان نہیں پہنچا سکتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج رات مجھے بچھو کے کاٹنے سے بہت تکلیف پہنچی۔ آپ نے فرمایا: اگر شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتے تو تم کو یہ بچھو ضرر نہ دیتا۔

﴿اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ﴾﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

ترجمہ: میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ میں آتا ہوں ﴿﴾ ہر مخلوق کے شر سے۔

(مسلم حدیث: 2709 مشکوۃ حدیث: 2423 کتاب الدعوات)

صبح و شام یہ دعا تین بار پڑھنے سے انسان آفات و بلیات سے محفوظ ہو جاتا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ترمذی 3388 مشکوۃ 2391)

صبح و شام ان تینوں سورتوں کو تین تین مرتبہ پڑھنے سے آدمی ہر شر اور جادو وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یعنی قرآن پاک کی آخری تین سورتیں۔ (ترمذی 3575 ابو داود 5082 مشکوۃ 2163)

نبی کریم ﷺ جب اپنے بستر پر سونے کے جاتے تو انہی تین سورتوں کو پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیرتے تھے۔ اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے تھے۔ (بخاری 5017 مشکوۃ 2132)

بازار میں یہ دعا پڑھنے سے دس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں دس لاکھ درجہ بلند ہوتے ہیں اور جنت میں گھر بنتا ہے۔

لاإله إلا اللهُ وَحْدَهُ لاشريكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّايَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ترمذی 3428 مشکاۃ 2431)

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وخَيْرَ ما فِيْهَا وأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً (بیہقی فی الدعوات الکبیر مشکوۃ حدیث 2456)

ہر بیماری سے محفوظ رہنے کی دعا

جب بھی کسی جسمانی یا روحانی بیمار کو دیکھ کر آدمی یہ دعا پڑھ لے تو وہ انشاءاللہ ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا اسی طرح ا ایکسیڈنٹ دیکھ کر یہ دعا پڑھنے سے آدمی ایکسیڈنٹ سے محفوظ رہے گا۔ اور کسی کو گانے سنتے یا فلمیں دیکھتے دیکھ یہ دعا پڑھنے سے وہ اس بُرے عمل سے محفوظ رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا (ترمذی 3431 مشکوۃ 2429)

سواری پر بیٹھنے کی دعا

جب سواری پر قدم رکھیں تو پڑھیں بسم اللہ جب اچھی طرح بیٹھ جائیں تو یہ دعا پڑھیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (ابوداود 2602 ترمذی 3446 مشکوۃ 2434)

کسی بھی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اجر کے ساتھ اس کا نعم البدل بھی عطا فرماتا ہے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِي مُصِيْبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِّنْهَا (مسلم 918 مشکوۃ 1618)

اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو مذکورہ دعا پڑھنے سے وہ چیز مل جاتی ہے

عالم باعمل بننے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

﴿اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِيْ﴾﴿وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ﴾﴿وَزِدْنِي عِلْمًا﴾﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ﴾﴿وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ﴾﴿مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ﴾

ترجمہ: الٰہی مجھے نفع دے اس سے جو تو نے مجھے سکھایا ﴿ ﴾ اور مجھے نافع چیزیں سکھا ﴿ ﴾ اور میرا علم بڑھا ﴿ ﴾ اللہ کا شکر ہے ہر حال میں ﴿ ﴾ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں ﴿ ﴾ دوزخیوں کے حال سے۔ (ترمذی حدیث:3599 ابن ماجہ حدیث:3833 مشکوۃ حدیث:2493)

ایک جامع دعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں مانگیں۔ جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں مانگیں، جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمام دعاؤں کی جامع دعا نہ بتاؤں اور فرمایا تم یوں کہو: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ﴾﴿مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ﴾﴿وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ﴾﴿مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ﴾﴿وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ﴾﴿وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ﴾﴿وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے اُس بہتر چیز کا سوال کرتے ہیں ﴿﴾ جو تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے مانگی ﴿﴾ اور اُس بُری چیز سے پناہ چاہتے ہیں ﴿﴾ جس سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ﴿﴾ اور تو ہی حقیقی مددگار ہے ﴿﴾ اور تجھ ہی پر پہنچانا ہے ﴿﴾ اور گناہوں سے باز رہنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (ترمذی حدیث: 3521)

قرض کی ادائیگی کے لئے

اگر پہاڑ کی مثل بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالی ادا کرنے کی توفیق دے گا۔ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِی بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِی بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ترمذی حدیث 3563 مشکوۃ 2449)

یہ دعا صبح وشام پڑھنے سے قرض بھی ادا ہوتا ہے اور پریشانیاں بھی دور ہوتی ہیں۔ اَللّٰھُم اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وأَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

(ابوداود حدیث 1555 مشکوۃ 2448)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو آدمی صبح وشام یہ دعا تین بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو راضی کرے گا اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس کا ضامن ہوں کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں۔

رَضِیْتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالاسْلامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا صلی الله علیه و سلم (ابوداود 1529 احمد 18488 مشکوۃ 2399 سلسلہ احادیث الصحیحہ البانی 2686)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو صبح کے وقت تین بار یہ کہہ لے۔

﴿اَعُوْذُ بِاللهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ﴾

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں ﴿﴾ جو سننے والا جاننے والا ہے ﴿﴾ شیطان مردود سے۔ پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس پر ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) فرشتے مقرر فرمادیگا جو شام تک اُسے دعائیں دیں گے اور اگر یہ اُس دن مر جائے تو اُس کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوگا اور جو یہ چیزیں شام کے وقت پڑھ لے تو اسی درجہ میں ہوگا۔ (ترمذی: 2922 مشکوۃ: 2157)

تین آیات یہ ہیں

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لاإِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ o هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لاإِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ o هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِیءُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

رزق میں زیادتی کے لئے نماز فجر کے بعد ایک سومرتبہ

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللهَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ دنیا نے مجھ سے منہ پھیر لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم فرشتوں کی نماز اور مخلوق کے تسبیح سے کیوں غافل ہو اور اس کے سبب سے رزق ملتا ہے پھر آپ نے اس کو یہ تسبیح بتائی کہ اس کو طلوع فجر کے بعد ایک سومرتبہ پڑھو دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو

کر آئے گی۔ پھر وہ آدمی چلا گیا اور کچھ مدت ٹھہرا رہا پھر حضور ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ میرے پاس اتنی دنیا آ گئی ہے میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔ (خصائص کبریٰ۔ سیوطی 299/2)

روزانہ ایک سو مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری 6405 مسلم 2691 مشکوٰۃ 2296)

گھر میں داخل ہونے کے وقت درود شریف اور قرآن پڑھنے سے تنگ دستی دور

عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَقْرَ وَضِيقَ الْعَيْشِ فَقَالَ لَهُ رسولُ اللهِ ﷺ: إِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ إِنْ كَانَ فِيْهِ أَحَدٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ أَحَدٌ ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ وَاقْرَءْ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ مَرَّةً وَاحِدَةً. فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَأَدَارَ اللهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ حَتَّى أَفَاضَ عَلَى جِيْرَانِهِ وَقَرَابَاتِهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر فقر و فاقہ اور تنگیء معاش کی شکایت کی تو اُس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے گھر میں داخل ہو، تو السلام علیکم کہو، چاہے کوئی گھر میں ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام عرض کرو (السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته) اور ایک مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ پڑھ اُس شخص نے ایسا ہی کیا تو اُس پر اللہ تعالیٰ نے رزق کا دروازہ کھول دیا حتیٰ کہ اُس کے ہمسایوں اور رشتہ داروں کو بھی اُس رزق سے حصہ پہنچا۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ص:۱۹۰ الباب الثانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی مشکل کشا ہیں اُن کے پاس جانے سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اور صحابہ کرام اپنی مشکلیں اور پریشانیاں حضور ﷺ سے عرض کیا کرتے تھے۔

دوسرا یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ حاضر و ناظر ہیں اسی لئے ہر گھر میں داخلہ کے وقت آپ پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا! ﴿پھر جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو﴾ (سورۃ النور:۶۱)

قاضی عیاض فرماتے ہیں: اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو (السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اس کے تحت محدث علی قاری فرماتے ہیں لأنَّ رُوْحَهُ حَاضِرٌ فی بیوتِ أهلِ الإسلامِ اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر و موجود ہے۔ (شرح شفا شریف جلد۲ ص:۱۱۷)

جو کہتے ہیں حضور ﷺ حاضر و ناظر نہیں وہ بھی سچے ہیں اور جن کا عقیدہ یہ ہے

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

وہ بھی سچے ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں حاضر و موجود ہے۔ یعنی حضور ﷺ کی روحانیت اور نورانیت صرف مسلمانوں کے گھروں میں جلوہ گر ہے۔

گھر سے باہر جانے کی دعا

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ

(ابوداود 5095 مشکوٰۃ 2443)

گھر میں داخل ہونے کی دعا

یہ دعا پڑھنے سے شیطان گھر میں داخل نہیں ہوتا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے (ابوداود 5096 مشکوۃ 2444)

چھینک مارنے کی دعا

چھینک مارنے والا کہے الحمدُ للہ اور سننے والا کہے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ پھر چھینک مارنے والا کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (بخاری 6224 مشکوۃ 4733)

جمائی کے وقت منہ کھلا رکھنا منع ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جمائی لینے لگے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم 2995 مشکوۃ 4737)

کھانے سے پہلے بسم اللہ

کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شریک نہیں ہوتا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ کہہ لے اور اگر شروع میں بسم اللہ کہہ بھول جائے تو کہہ لے بِسْمِ اللّٰہِ فِی اَوَّلِہٖ وَآخِرِہٖ (ترمذی 1858 مشکوۃ 4202)

دودھ پینے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ کھانا کھلائے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِنْہُ

اور جس کو اللہ دودھ پلائے وہ یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ (ترمذی 3455 مشکوۃ 4283)

کھانا کھانے کے بعد برتن صاف کرنا سنت ہے
اور سنت سے پیار کرنے والا جنتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی برتن میں کھانا کھایا اور پھر اسے چاٹ لیا تو وہ برتن اس کے لئے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے الٰہی اس کو جہنم سے آزاد کر دے جیسے اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا ہے۔ (ترمذی 1804 مشکوۃ 4242-4218)

کھانے پر آیۃ الکرسی پڑھنے سے کھانے میں برکت

عن عائشة رضی اللہ عنھا اَنَّ رُجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَشَکَا اِلَیْہِ اَنَّ مافی بَیْتِہٖ مَمْحُوْقٌ مِنَ الْبَرَکَةِ فَقَالَ أین أنتَ مِنْ آیةِ الکرسی ما تُلِیَتْ عَلَی طَعَامٍ ولا إدامٍ إلّا أنْمَی اللّٰہُ بَرَکَةَ ذلك الطعامِ والإدامِ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! گھر میں جو کچھ ہے اس میں برکت ختم ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم آیت الکرسی کی تلاوت سے کیوں غافل ہو یہ جس بھی کھانے یا سالن پر پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کھانے اور سالن میں برکت زیادہ کر دیتا ہے۔ (تفسیر درمنثور: از علامہ سیوطی آیت الکرسی کی تفسیر پارہ نمبر ۳)

کھانا کھانے کے بعد دعا کرنا

کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنے سے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِی هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ(ابوداود 4023 مشکاۃ 4343)

لباس پہننے کی دعا

جس نے کوئی کپڑا پہنا اور یہ دعا پڑھی تو پہلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِی هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ(ابوداود 4023 مشکاۃ 4343)

اس حدیث میں نیا لباس پہننے کی قید نہیں ہے لہذا جب بھی لباس پہنا جائے تو یہ دعا پڑھنے سے انشاءاللہ گناہ معاف ہوں گے

نیا لباس پہننے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نیا لباس پہنے پھر یہ دعا پڑھے اور اپنے پرانے کپڑوں کو خیرات کردے تو وہ اللہ کی پناہ اور اللہ کی حفاظت اور اللہ کی پردہ پوشی میں ہوگا زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِی مَا اُوَارِیَ بِهٖ عَوْرَتِی وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی حَیَاتِی (ترمذی حدیث 3560 مشکوۃ 4374)

شیشہ دیکھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّی مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ

(بیہقی مشکوۃ حدیث 5098)

اَللّٰهُمَّ اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ

(احمد 23871 مشکوۃ 5099)

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو کہے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب نکلے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ(مسلم 713 مشکوۃ 703)

بیوی کے پاس جانے کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھ لے تو اگر اس صحبت میں ان کے نصیب میں بچہ ہو تو اسے شیطان کبھی نقصان نہ دے سکے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

(بخاری 6388 مسلم 1434 مشکوۃ 2416)

سونے کی دعا

سونے کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹیں اور دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھیں اور یہ دعا تین بار پڑھیں

اَللّٰهُمَّ قِنِی عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

ابوداود 5045 مشکوۃ 2402

نبی کریم ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا

اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

(بخاری 6314 مشکوۃ 2382)

رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے سے ایک فرشتہ حفاظت کرتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں جا سکتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو ایک شخص آیا غلے سے لپ بھرنے لگا میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا وہ بولا محتاج ہوں عیال دار ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ آج رات تمہارے قیدی کا کیا بنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے سخت حاجت اور بال بچوں کا عذر کیا میں نے اُس پر رحم کیا تو اُس کو رہا کر دیا فرمایا وہ تم سے جھوٹ بول گیا وہ پھر آئیگا مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا وہ پھر آئیگا میں اُس کی تاک میں رہا وہ پھر آیا اور اناج میں سے لے جانے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا وہ بولا مجھے چھوڑ دیجیے میں محتاج ہوں عیال دار ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے پھر نہیں آؤنگا فرماتے ہیں مجھے رحم آ گیا میں نے اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ تمہارے قیدی کا کیا بنا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا عذر کیا مجھے اُس پر رحم آ گیا تو میں نے اُسے رہا کر دیا فرمایا وہ تم سے جھوٹ بول گیا وہ پھر آئیگا پس میں تیسری رات اُس کا منتظر رہا۔ تو وہ آ کر اناج لینے لگا۔ پس میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ آج میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے بارگاہ میں ضرور لے جاؤں گا کیونکہ آج آخری اور تیسری رات ہے تو ہر دفعہ کہہ جاتا ہے کہ اب نہیں آؤنگا مگر پھر آ جاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دیجیے۔ میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن کی برکت سے اللہ آپ کو نفع دیگا میں نے کہا وہ کیا ہیں؟ کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا پس میں نے اُسے چھوڑ دیا صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے رات کے قیدی کا کیا بنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے ایسے کلمات سکھانے کا دعوی کیا جن سے اللہ مجھے نفع دیگا تو میں نے اُسے چھوڑ دیا فرمایا: کہ وہ کیا ہیں؟ عرض گذار ہوا اُس نے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی اول سے آخر تک پڑھ لیا کرو تو ساری رات تم اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور صبح تک شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ ہے تو جھوٹا مگر تم سے سچ بول گیا۔ اے ابو ہریرہ جانتے ہو کہ تم تین دن سے کس سے گفتگو کر رہے ہو میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری کتاب الوکالہ حدیث: ۲۳۱۱، مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن حدیث: ۲۱۲۳ مرآۃ شرح مشکوٰۃ ۳/۲۲۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ماکان اور مایکون کا علم عطا فرمایا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان حضور کی بارگاہ میں نہیں جاتا ہے ڈائریکٹ اللہ کی توحید کو مانتا ہے جو حضور ﷺ کے پاس نہ جائے یا جانے سے روکے وہ شیطان کا ایجنٹ ہے۔

......﴿زیارت حبیب ﷺ﴾......

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: مَامِنْ مُؤْمِنٍ يُصَلِّى لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِى كُلِّ رَكْعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ثُمَّ يَقُوْلُ اَلْفَ مَرَّةٍ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، فَاِنَّهُ لَاتَتِمُّ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ حَتّٰى يَرَانِى فِى الْمَنَامِ، وَمَنْ رَاٰنِى غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ الذُّنُوْبَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مومن جمعرات کو دو رکعات پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ پچیس بار پڑھے پھر ایک ہزار بار یہ درود پڑھے تو وہ دوسرے جمعہ سے قبل میری خواب میں زیارت سے مشرف ہوگا اور جس کو میری زیارت ہو خدا اُس کے گناہ بخش دے گا۔ (القول البدیع باب الخامس ص:۲۸۶)

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف وعطا
ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا
تجھے اپنے ہی عزو علا کی قسم
یہی عرض ہے خالق ارض وسما
وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ
کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا
مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ
وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

حدیث:

يُرْوى عنه ﷺ أنه قال: مَن صَلَّى عَلَى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الأَرْوَاحِ، وَعَلَى جَسَدِهٖ فِي الْاَجْسَادِ وَعَلَى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ، رَآنِي فِي مَنَامِهٖ، وَمَنْ رَآنِي فِي مَنَامِهٖ رَآنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ رَآنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ لَهُ، وَمَنْ شَفَعْتُ لَهُ شَرِبَ مِنْ حَوْضِي وَحَرَّمَ اللهُ جَسَدَهُ عَلَى النَّارِ.

رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا کہ آپ نے فرمایا: جس نے یہ درود پڑھا

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الأَرْوَاحِ،
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ﴾

وہ خواب میں میری زیارت کرے گا اور جسے خواب میں میری زیارت نصیب ہوگئی میں اُس کی شفاعت کرونگا اور میں جس کی شفاعت کرونگا وہ میرے حوض سے جام پیئے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کے جسم پر آگ کو حرام کردے گا۔ (القول البدیع باب اول ص:۶۷)

سونے سے پہلے کے چار کام

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ رضی الله عنها:

يا عائشةُ لاتَنَامِي حَتَّى تَعْمَلِي أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ حَتَّى تَخْتِمِيْ القرآنَ وَحَتَّى تَجْعَلِي الانبياءَ لَكِ شُفَعَاءَ يَوْمَ القيامةِ وَحَتَّى تَجْعَلِي الْمُسْلِمِيْنَ رَاضِيْنَ عَنْكِ وَحَتَّى تَجْعَلِي حَجَّةً وَعُمْرَةً فَدَخَلَ ﷺ فى الصلاةِ فَبَقِيْتُ عَلَى فِرَاشِي حَتَّى أَتَمَّ الصَّلاةَ فَلَمَّا أَتَمَّهَا قُلْتُ يارسولَ اللهِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي أَمَرْتَنِي بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لا أَقْدِرُ فى هَذِهِ السَّاعَةِ أَنْ

أفْعَلَهَا فتبسَّمُ رسولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ : إذَا قَرَأتِ قُلْ هُوَاللهُ أحَدٌ ثلاثا فَكَأنَّكِ خَتَمْتِ القرآنَ وإذَا صَلَّيْتِ عَلَيَّ وَعَلَى الأنبياءِ مِنْ قَبْلِي فَقَدْ صِرْنَا لَكِ شُفَعَاءَ يومَ الْقِيَامَةِ وَإذَا اسْتَغْفَرْتِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَرْضَوْنَ عَنْكِ وَإذَا قُلْتِ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلااِلٰهَ إلا اللهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر فَقَدْ حَجَجْتِ وَاعْتَمَرْتِ ۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ سونے سے پہلے چار کام کرلیا کرو ایک قرآن پاک ختم کرلیا کرو اور انبیاء کرام علیہم السلام کو قیامت کے دن اپنے لئے شفیع بنالو اور مسلمانوں کو اپنے سے راضی کرلو اور ایک حج وعمرہ کرلو۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے نماز کی نیت باندھ لی جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے مجھے چار باتوں کا حکم دیا ہے جو کہ میں اس قلیل وقت میں نہیں کرسکتی تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے عائشہ! جب تم تین مرتبہ (قُلْ هُوَاللهُ أحَدٌ) پڑھ لوگی تو گویا تم نے قرآن کریم ختم کیا، اور جب تم نے مجھ پر اور مجھ سے پہلے نبیوں پر درود پاک پڑھا تو ہم سب تمہارے لئے قیامت کے دن شفیع ہونگے اور جب تم مومنوں کے لئے استغفار کروگی تو وہ سب تجھ سے راضی ہوجائیں گے اور جب تم کہوگی سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلااِلٰهَ إلا اللهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر تو تم نے حج وعمرہ ادا کرلیا۔ (درۃ الناصحین عربی ص (۸۹) آب کوثر ص (۱۰۵))

۱-ایک قرآن پاک کی تلاوت: تین مرتبہ (قُلْ هُوَاللهُ أحَدٌ)

۲-تمام انبیاء کی شفاعت

مولایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دائماً ابداً علیٰ حَبِیْبِكَ خیرِ الخَلْقِ كُلِّهِمِ

تمام انبیاء پر درود:

﴿وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَى الْمَلائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْن

یہ درود بھی پڑھ سکتے ہیں

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

۳-مسلمانوں کو اپنے سے راضی کرنا

تمام مومنوں کے لئے استغفار: ﴿ رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابِ ﴾ اس کی بجائے یہ بھی پڑھ سکتے ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ والمؤمناتِ والمُسلِمِیْنَ والمسلماتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ﴾ ان دو دعاؤں میں سے کوئی دعا کو (۲۷) مرتبہ پڑھ لیں۔

۴-ایک حج وعمرہ کرنا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلااِلٰهَ إلا اللهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر

دعا کی قبولیت:

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسولُ الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم: مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعاً وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَهُمْ وَیُرْزَقُ بِهِمَا اَهْلُ الارْضِ ۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ہر روز (۲۷) بار سب مسلمانوں مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور اُن کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔ (رواہ الطبرانی بسند جید، الامن والعلی ص: ۴۷)

......☆......

حاصل زندگی

صرف محبت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

تقریر: حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

ترتیب: محمد طاہر نقاش حسینی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم   بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت: **یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوت الشیطن ط انه لکم عدو مبین o**

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے راستوں کی پیروی نہ کرو بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

مئے وحدت پلا مینوں علی پور والیا شاہا
خدا سے چا ملا مینوں علی پور والیا شاہا
جیویں اک نابائی رنگیا سی خواجہ باقی نے
تیویں ہی رنگ جا مینوں علی پور والیا شاہا
نکالا ڈاکٹر روحانیاں نے ہسپتالاں تیئں
سمجھ کے لا دوا مینوں علی پور والیا شاہا

چند باتیں بحوالۂ شان نزول: عزیزان گرامی قدر! میں نے جس آیۂ مقدسہ کو موضوع تکلم بنایا ہے اس آیہ مبارکہ کے بقیہ اسرار و رموز سے واقفیت حاصل کرنے سے پہلے اس کے شان نزول کے حوالے سے چند باتیں سماعت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رب کائنات نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ۔ بغیر کسی روک ٹوک اور سوچے سمجھے گروہ اسلام کے ساتھ منسلک ہوجاؤ۔ شیطان کے نقش قدم پہ مت چلو۔ اس کے شیطانی کاموں کی پیروی مت کرو، کیوں؟ اس لئے کہ وہ تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

بے مثل سیرت بے مثال صورت: ہوا کچھ یوں کہ صحابی رسول جناب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے احبار یعنی عالم تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب توریت میں نبی آخر الزماں کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی سیرت و صورت کا نقشہ بھی ان کے مطالعہ سے گزرا ہوا تھا، اس محبوب دلربا ﷺ کے رخ زیبا کی رعنائیاں بھی ان کے تصور نظر کے سامنے تھیں۔ جب وہ اس نبی مکرم کے بارے میں سب کچھ پڑھ چکے تو بالآخر اس محبوب کی زیارت کرنے کیلئے کاشانہ اقدس پر حاضر ہوئے جونہی اس رحمت للعلمین کے رخ انور کی زیارت کی بقول مولانا روم علیہ الرحمہ

گفت لیس هذا وجه کاذب

کہنے لگے اتنا خوبصورت اور پرانوار چہرہ، ارے یہ چہرہ مقدس بتاتا ہے کہ آپ اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں۔ حضور ﷺ کا مسکراتا اور چمکتا ہوا چہرہ دیکھا، دیکھتے ہی دل دے بیٹھے اور ذات مصطفیٰ ﷺ پہ فدا ہوگئے۔

حضرات گرامی! ذرا خیال فرمایئے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں کچھ وہ لوگ تھے جن کو معجزات مصطفیٰ ﷺ نے مسلمان کیا۔ کئی حضور ﷺ کا

علم غیب دیکھ کر مشرف با اسلام ہوئے۔ کئی لوگوں نے حضورﷺ کے تصرفات و کمالات کا مشاہدہ کیا تو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن کئی وہ لوگ بھی تھے جنہیں رسول کائناتﷺ کے رخ منور کی تابانیوں نے مسلمان کیا۔ انہی میں سے ایک نام جناب حضرت عبداللہ بن سلامﷺ کا ہے جنہوں نے حضورﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنا سب کچھ اس محبوب پہ قربان کر دیا۔ ایسا کیوں تھا کیونکہ رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کو سیرت بھی بے مثل عطا فرمائی تھی اور صورت بھی۔ حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے فرماتے ہیں

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے

تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

حضور نبی کریم رؤف الرحیمﷺ کی ہر ادا ایسی بے مثل و بے مثال تھی کہ لوگ آپ کی اداؤں پہ فریفتہ ہو کر کلمہ گو ہو جاتے تھے۔

اب اگر یہاں کوئی صاحب ذوق اور صاحب فہم و فراست ہو تو اس شعر پہ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے جیسے

تری شوکت تری شہرت زمانے سے نرالی ہے

تری دولت تری رحمت زمانے سے نرالی ہے

تری رفعت تری رافت زمانے سے نرالی ہے

تری رافت تری رحمت زمانے سے نرالی ہے

تری ہر ہر ادا پیارے دلیل سے بے مثالی ہے

تاجداران بریلی شریف اور اہلیان مدرسہ دیوبند: خدائے ذوالجلال بھلا کرے ان بریلی کے شہزادوں کا جنہوں نے اس وقت امت مصطفیﷺ کو اپنے نبی مکرمﷺ کا راستہ بتلایا جب بڑے بڑے مولوی ایک ایک پائی کی خاطر اپنا ایمان بیچ رہے تھے۔ آج کل کی اخبارات اور کتابوں میں بڑے بڑے پراپیگنڈوں کی مشینیں تیز کی جا رہی ہیں اور حقائق کو پامال کر کے بڑے بڑے عجیب فلسفے پیش کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس وقت کا زمانہ بڑا عجیب و غریب تھا۔ میرے پاس یہ کتاب موجود ہے اس کتاب کو دیوبندی یا نیم دیوبندی پروفیسر محمد ایوب قادری نے تصنیف کیا ہے۔ پروفیسر صاحب نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ جب انگریز کے دور حکومت میں مدرسہ دیوبند کی بنیاد رکھی گئی اور باقاعدہ اس میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہوا جبکہ مولانا احسن نانوتوی اس مدرسہ کے اولین اساتذہ مقرر ہوئے تو کچھ دیر بعد انگریز حکومت نے اپنا ایک نمائندہ جس کا نام ''لارڈ پامر'' تھا کو مدرسہ بھیجا کہ جا کر دیکھو کہ مدرسے میں کیا ہو رہا ہے، آیا جو نسے وعدے ہمارے ساتھ کئے تھے ان پر عمل ہو رہا ہے یا یہ اپنا مشن جاری کئے ہوئے ہیں (مطلب یہ کہ ہوسکتا ہے کسی کو ایمان کا خیال آ گیا ہو اسلئے جا کر پتہ کرو۔) مصنف کہتے ہیں کہ پھر اس نمائندے نے باقاعدہ رپورٹ لکھی اور یہ تحریر کیا کہ یہ مدرسہ عین حکومت کی مرضی کے مطابق کام کر رہا ہے اور اس مدرسے کا ایک مولوی چالیس چالیس روپے لے کر وہ کام کر رہا ہے جو بڑے بڑے کالجز اور یونیورسٹیز کے پروفیسرز چھ چھ سو روپے لے کر نہیں کر رہے اور وہ کام کیا تھا، محض حب نبیﷺ کو دلوں سے نکالنا اور اسلام کو تباہ و برباد کرنے کا لائحہ عمل تیار کرنا۔ پڑھے لکھے حضرات اس بات پر غور فرمائیں آج کل کالجز اور یونیورسٹیز میں عموماً حقائق سے محروم رکھا جاتا ہے، حقیقت کو چھپایا جاتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ حقیقت کیا چیز ہے؟ یاد رکھئے دارالعلوم دیوبند کی تعمیر و ترویج کا مقصد تبلیغ اسلام نہ تھا بلکہ جو کام انگریز خود کرنا چاہتے تھے وہ کام انہوں نے اس مدرسے کے مولویوں سے کروائے۔ اس وقت پھر بریلی شریف کے تاجداروں نے اپنے نبی کی یاری کو نبھایا۔ شہنشاہ انبیاء سے وفا کی اور بتا دیا کہ ہم بکنے والے نہیں ہم غلامان مصطفیﷺ ہیں۔ ان کے اس جذبہ محبت کی دلیل مندرجہ ذیل واقعہ سے صاف عیاں ہے۔

کہتے ہیں کہ لکھنو کے قریب ایک ریاست تھی 'نان پارہ' وہاں کا نواب اپنی شان بڑے شوق سے سنتا اور جو شاعر یا قصیدہ گو اس نواب کی شان میں کوئی قصیدہ لکھتا تو وہ بہت خوش ہوتا اور اسے بڑے اعزاز و اکرام اور انعامات سے نوازتا۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے جناب اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں آ کر عرض کی حضور! فلاں نواب اپنی شان میں قصیدہ لکھنے والوں کو بڑے انعامات سے نوازتا ہے آپ اتنے بڑے شاعر ہیں کہ ایک زمانہ آپ کے نام سے واقف ہے آپ اس کی شان میں کچھ کیوں نہیں لکھتے؟ کیا آپ شاہی انعامات سے ہمکنار نہیں ہونا چاہتے۔ کہتے ہیں آپ نے

اس آدمی کی اس بات کے پیش نظر سرکار دو عالم ﷺ کی نعت مبارک لکھی اور کہہ دیا کہ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا کہ وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ ناز میں کائنات کی ہر نعمت بستی ہے۔ صرف ایک لفظ 'نہیں' ہے جو اس محبوب کی بارگاہ میں نہیں۔ مثلاً کوئی آپ سے کوئی نعمت مانگے کہ حضور! مجھے عطا فرمایئے تو آپ ﷺ ارشاد فرمائیں کہ نہیں۔ یہ بات اس شہنشاہ کل کی شہنشاہی میں ہاں نہیں باقی کونین اس تاجدار دو جہاں کے نام پاک کا صدقہ قائم ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔

وہی ظل رب، وہی نور رب، ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پھر لکھتے لکھتے آخری شعر میں آپ نے اس آدمی کے سوال کا جواب ارشاد فرما دیا کہ

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

آپ نے ''نان پارہ'' کو الٹا کر کہا کہ 'پارہ ناں' روٹی کا ٹکڑا۔ مطلب یہ کہ تم مجھے روٹی کے ٹکڑوں کا محتاج سمجھتے ہو تم کیا سمجھتے ہو کہ میں دامن سوال در در پر جا کر پھیلاؤں گا ارے میں تو اس کریم آقا کے در کا بھکاری ہوں کہ زمانے کے بڑے بڑے تاجداران کی گلیوں میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ایک اور مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

آپ کی ساری کی ساری شاعری مدحت مصطفیٰ ﷺ اور مناقب پہ مشتمل ہے۔ اعلیحضرت علیہ الرحمہ کی طرح آپ کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح قوم کو خواب خرگوش سے بیدار کر کے اپنے نبی سے وفا کرنے کا سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ جناب حسن رضا علیہ الرحمہ فرماتے کہ

تری صورت تری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

پھر لکھتے لکھتے آپ نے آگے چل کر باعتبار شاعری بڑا خوبصورت شعر ارشاد فرمایا جس میں آپ نے تین الفاظ والے، والی اور والا یکجا استعمال فرمائے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے تیرا اللہ والی ہے

آیہ مبارکہ کا اصل مفہوم: بہر حال بات یہ ہو رہی تھی کہ حضور ﷺ کی سیرت بھی بے مثال ہے اور صورت بھی بے مثال ہے۔ کسی نے جلوہائے سیرت مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ کسی نے بندہ پروری کو دیکھا، کسی نے حاجت روائی کو دیکھا، کسی نے غمخواری کو دیکھا، کسی نے غمگساری کو دیکھا، کسی نے حمایت غریباں کو دیکھا ہمیشہ کیلئے اس محبوب پہ قربان ہو گئے اور کسی نے رخ تاباں کی ایک جھلک دیکھی فوراً شرف غلامی کیلئے بے تاب ہو گئے۔ انہی میں جناب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے چہرہ مبارک دیکھا، فدا ہو گئے۔

پھر جمعۃ المبارک کے بعد حاضر ہوئے عرض کرنے لگے حضور! مجھے اپنا بنا لیجئے۔ حضور ﷺ نے قبول فرمالیا۔ غلامی میں آنے کے بعد عجیب سا مطالبہ کرنے لگے کہ حضور! مجھے کسی پردے کے پیچھے چھپالیں اور بڑے بڑے سردارِ یہودیت کو بلائیں۔ اور ان سے پوچھیں کہ میرے متعلق انکا کیا خیال ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے سرداران یہودیت کو بلایا، ان سے پوچھا تاؤ عبداللہ بن سلام کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ فوراً کہنے لگے وہ تو شریف ابن شریف ہے، عالم ابن عالم ہے۔ سردار ابن سردار ہے اس کا مقابلہ کہاں، وہ تو بڑا لاجواب آدمی ہے۔ ابھی وہ یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ پردے سے باہر آئے اور کہا کہ **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمدا عبدہ و رسولہ** جب انہوں نے یہ منظر دیکھا بد بخت فوراً اپنی زبان سے پھر گئے کہنے لگے یہ تو بہت شرارتی ہے اس کا باپ بھی شرارتی تھا، یہ تو جاہل ابن جاہل ہے اور ظالم ابن ظالم ہے۔ یہ وہ بد بخت انسان تھے جن پر مہر ربانی ثبت ہو چکی تھی کہ یہ اسلام قبول نہیں کریں گے وگرنہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ تشریف لائے آپ نے لوگوں کو سچی تعلیمات سے آگاہ نہ فرمایا یا ابوجہل یہ نہ جانتا تھا کہ آپ اللہ کے سچے نبی و رسول ہیں یا عبداللہ ابن ابی کی نظروں سے کوئی بات اوجھل تھی۔ بالکل غلط ہے ہر ایک جانتا تھا کہ آپ ہی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ محض ضد بازی تھی جو اسلام کو قبول کرنے کیلئے ان کے لئے بہت بڑی رکاوٹ تھی۔

بہر حال جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اب چونکہ آپ یہودیوں کے عالم تھے آپ یہودیت سے مکمل واقف تھے۔ آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ یہودیوں کے مذہب میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام ہے اور اسلام میں اونٹ کا گوشت کھانا فرض نہیں جائز وحلال تو ہے لیکن یہ بات نہیں کہ ضروری کھایا جائے۔ چنانچہ آپ نے سوچا کہ کیوں نہ میں دونوں مذاہب پہ عمل کرلوں اور گوشت نہ ہی کھاؤں۔ چنانچہ ان کی اس سوچ کے پیش نظر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ

یا یھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ

اے ایمان والوں اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یہ نہ دیکھو کہ یہودیت کیا کہتی ہے۔ عیسائیت کے ہاں کیا ہے، فلاں کیا کہتا ہے، فلاں کیا کہتا ہے بس ایک راستے کو اپناؤ اور پرچم اسلام بلند کرتے چلو۔ اس سوچ و بچار سے خود کو بری کر ڈالو کہ فلاں کیا کہتا ہے اور فلاں کیا کہے گا۔ بس میرے محبوب کے دامن کرم ولطف سے وابستہ ہو جاؤ اور مسلماتی کا حق ادا کر ڈالو۔ اور سچی بات بھی یہی ہے کہ ہمیں کسی اور طرف جانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہر چیز قرآن میں موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل ہدایت ہیں اور دنیا جہاں کی ہر نعمت اسی محبوب کے فیضان کرم سے ملتی ہے۔ معاشرت ہو، معیشت ہو، سیاست ہو جو کچھ اللہ کے نبی نے اپنے رب سے اپنی امت کو لے کر دیا ہے اس کا تو جواب نہیں ملتا اسلئے ادھر ادھر منہ ماری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہماری حکومتیں کبھی بش کو اور کبھی کسی اور پش کو خوش کرنے بیٹھ جاتی ہیں کبھی مسئلہ سود لئے بیٹھے ہیں اور جس طرح ہمارے مشرف نے آج کہا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلام کے خلاف نہیں۔ معاذ اللہ! کوئی شخص ان سے پوچھے کہ آپ نے کبھی اسلام کا مطالعہ بھی کیا ہے کبھی قرآن کو کھولا تک بھی ہے، کبھی نماز بھی پڑھی ہے آپ کب سے مفتی بن گئے ہو اور کہاں سے آپ نے سند فتویٰ حاصل کی ہے آپ تو بھولے بھالے لوگ ہیں۔ آپ کو کیا ضرورت ہے اسلام کے بارے پریشان ہونیکی اور اہل ایمان کو پریشان کرنے کی۔ آپ جہاں لگے ہوئے ہیں لگے رہیں۔ آپ کو خواہ مخواہ غم کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسلام نام ہے محبت مصطفیٰ ﷺ کا: بہر حال میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رب فرما رہا ہے کہ اسلام میں نیم دلی سے نہیں آنا بلکہ مکمل ہو کے آنا ہے سر تسلیم خم کر کے آنا ہے کہ 'سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں' جو یار کے مزاج میں آجائے اسی پہ اپنی خواہشات قربان کرنا اسی کا نام اطاعت ہے۔ غور فرمائیں شراب کی حرمت کے بارے میں آخری حکم ربانی آگیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اعلان فرمادیا شراب حرام۔ اب محبان مصطفیٰ ﷺ نے اپنے یار کی زبان سے یہ فرمان سننا ہی تھا۔ گھروں میں شراب کے مٹکوں کو توڑا جارہا ہے، شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہہ رہی ہے اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا مدینہ کی گلیاں شراب کی نہروں کی مانند ہوں، شراب کو سب نے اس طرح خود سے دور کیا جیسے ان کے لئے زہر قاتل ہو اور پھر اس اعلان کے بعد کبھی کسی نے اس کا ارتکاب نہ کیا۔ یہ محبت واطاعت مصطفیٰ ﷺ کا اثر ہے۔ اور سچی بات بھی یہی ہے کہ لفظ ایمان کی

اگر توضیح وتشریح کی جائے تو اس کا نقطہ اخیر یہ بنتا ہے کہ ایمان محبت مصطفیٰ ﷺ کا نام ہے۔ اسلام نام ہے اطاعت مصطفیٰ کا۔ حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا، آپ کے فرامین پہ عمل پیرا ہونے کا۔ جبکہ ایمان اس شہنشاہ کون ومکان سے اپنے والدین، اولاد اور کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر پیار کرنے کا نام ہے۔ خود کو، اہل وعیال کو، اپنے مال وزر کو، عزت وآبرو کو، شان وشوکت کو ذات مصطفیٰ ﷺ پر فدا کرنے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا جذبہ ایمان ہے۔ اگر یہ جذبہ محبت نہ ہو تو ایمان بھی برائے نام ہے اور اگر اطاعت مصطفیٰ ﷺ نہ ہو تو پھر اسلام کا معنی بھی ادا نہیں ہوتا۔ اور اس وقت سب سے زیادہ ضرورت بھی اس امر کی ہے کہ ایمان کا تقاضا محبت مصطفیٰ ﷺ پورا کرے اور اسلام کا تقاضا اطاعت مصطفیٰ ﷺ۔

شرم وحیا عریانی کے کٹہرے میں: ذرا خیال فرمایئے زیادہ دور نہیں جاتے، اپنا باپ ہی ہو، ایک شخص اپنے دوستوں کے جھرمٹ میں بیٹھا ہوا ہو، بے تکلفی سے دوستوں کے ساتھ گپیں ہانک رہا ہو۔ کوئی اس کو ڈر خوف نہیں ہوتا۔ ہر قسم کی بات کر لیتا ہے۔ اگر اس کو یہ پتہ چل جائے کہ دروازے کے پیچھے اس کا باپ کھڑا تھا اور اس نے اس کی سب باتیں سن لی ہیں تو اس کے دل پر کیا گزرے گی، وہ خود پہ ناداں نہ ہوگا کہ میں نے یہ کیا کیا۔ یہ سب باتیں اس قوم کی ہیں جن میں شرم وحیا کا تھوڑا بہت نام ہو ورنہ آجکل تو شرم وحیا کے جنازے نکالے جا رہے ہیں بلکہ سننے میں تو یہاں تک آیا ہے کہ آجکل ٹی۔ وی پر ایسے ایسے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ کہ باپ، بیٹا اکٹھے بیٹھ کر نہیں دیکھ سکتے۔ اور یہ بات ایک باپ بھی کہتا ہے اور اس کا بیٹا بھی۔ دیکھتے دونوں ہی ہیں۔ لیکن دیکھ کے کہتے ہیں کہ باپ بیٹا اکٹھے نہیں دیکھ سکتے باپ، بیٹا تو دور کی بات ہے باپ، بیٹی اکٹھے بیٹھ کر دیکھتے ہیں۔ اس قدر شرم وحیا کو عریاں کیا جا رہا ہے۔

حضرات ذی وقار! خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جن کے پاس ٹی۔ وی میسر نہیں ہے۔ وہ لوگ خدا کا شکر ادا کریں کہ غریبی کام آ رہی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قیام پاکستان کے وقت بڑی قتل وغارت ہوئی لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے ہم نے بھی اپنا گھر چھوڑ کر دریائے اچھ پہ آ ڈیرہ جمایا تھا۔ حالانکہ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا لیکن وہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک فقیر قسم کا آدمی ہاتھ میں ڈنڈا لئے سر پر مخصوص قسم کا برتن رکھے ہوئے مخصوص درویشی حالت میں چلتے ہوئے کہے جا رہا ہے ''غریبی اے اج کم آئی ایں''۔ یعنی جو لوگ امیر تھے انہیں اپنے قتل کا ڈر تھا، موت ان کی انکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی لیکن یہ سائیں قسم کا لوگ اپنی غریبی پر فخر کر رہا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آج کوئی شخص غربت کی وجہ سے اسلام پر قائم ہے تو یہ غریبی لاکھوں امیریوں سے بڑھ کر ہے۔

حقانیت اسلام کی بین دلیل: اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اس وقت زمانے کی تیز وتند ہوائیں یہ بات ثابت کرتی ہیں کہ کفر پوری طرح میدان میں آ چکا ہے۔ کس لئے؟ محض مسلمانوں کو ان کی منزل سے ناآشنا کرنے کیلئے، مسلمانوں کو اپنے مرکز سے دور کرنے کیلئے اور آپ اگر حالات پر غور کریں تو یہ بات آپ کو عیاں نظر آئے گی کہ عموماً ایک ہندو کو اپنے ہندی نظریات سے کوئی دلچسپی نہیں، ایک عیسائی، عیسائیت سے مایوس ہو چکا ہے، ایک یہودی میں یہودیت کو پھیلانے کا کوئی شوق نہیں۔ ساری دنیا کے کا مولسٹ اور دوسرے بے ایمان کسی کو اپنے مذہب سے کوئی سروکار نہیں، سب کا ایک ہی مشن ہے کہ اسلام کو مٹا دیا جائے اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔ ان کے دلوں میں یہ بات قطعاً نہیں کہ ہم بچ جائیں۔ ہمارا مذہب بچ جائے، اپنے مذہب کے بارے میں انہیں کوئی خوش فہمی نہیں صرف اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ان کا مقصد حیات ہے اور سچی بات یہ ہے کہ یہ حقانیت اسلام کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو تو اپنے مذہب کی بھی غیرت نہیں جو کہ ایک مسلمان کے اندر ہوتی ہے۔

نومسلم انگریز کا فیصلہ: غالباً یہ 1986ء کی بات ہے کہ انگلینڈ کے شہر مانچسٹر میں ایک انگریز مسلمان ہوا جن کا نام ڈاکٹر محمد ہارون تھا۔ قبول اسلام کے بعد انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔ میں نے بھی ان کی چار پانچ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسی بات پر روشنی ڈالے ہوئے کہتے ہیں کہ .Why I did become a Muslim 'میں مسلمان کیوں ہوا' اس کتاب میں وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''مسلمانوں میں اتنی بات ضرور ہے کہ اتنی صدیاں گزر جانے کے بعد انہیں اپنے نبی سے محبت بھی ہے اور غیرت بھی۔ لیکن عیسائیوں میں یہ بات نہیں۔'' انہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی غیرت کا کوئی خیال نہیں۔ اگر انہیں اپنے نبی کی عزت وعظمت کا خیال ہو تو یہ کبھی بھی

یہودیوں کی سرپرستی نہ کریں۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا، ان کو گالیاں دیں، حضرت مریم علیہا السلام کی پاکدامنی پر اعتراضات کئے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دینے کا جو پروپیگنڈا انہوں نے رچایا ہوا ہے، ان کے اپنے عقیدے کے مطابق ان کو پھانسی یہودیوں نے دی۔لیکن آج دیکھیں یہ اپنے نبی کے قاتلوں سے کس قدر گہرے مراسم قائم کئے ہوئے ہیں کس لئے محض مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے، پوری دنیا میں صرف مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے یہودیوں کی سرپرستی کی جا رہی ہے۔کوئی انکو شرم وحیا نہیں۔بلکہ پچھلے دنوں میں بُش نے بار بار یہ بات کہی کہ اسرائیل کو رک جانا چاہیے لیکن شیرون نے اس کو کہا کہ یہ بُش کتے کی طرح بھونکتا ہے۔اور پھر واقعی اسکی شیخی کرکری ہوگئی اور یہ کتوں کی طرح دم ہلاتا ہلاتا پیچھے بھاگنے لگا اتنا کچھ ہونے کے باوجود انکو کسی قسم کی کوئی غیرت نہیں کوئی شرم وحیاء نہیں۔

مرکز محبت، ذات مصطفےٰ ﷺ:

اسلئے عزیزان گرامی قدر! ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ کم از کم اپنے حلقے میں، اپنے اپنے احباب واعزا کو یہ درس دیں کہ میاں! حضور ﷺ کی محبت وغیرت کو اپنی زندگیوں کا نشانہ اخیر بنالو اور اپنی زندگی اپنے آقا کے نام لگا دو، اس حبیب مکرم کیساتھ وفا کرو جب تم اس محبوب سے وفا کرو گے تو بقول حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کہ رب کائنات فرماتا ہے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے گویا اس بات کو ظاہر فرمایا ہے کہ رب فرماتا ہے کہ میں نے تم میں اپنا محبوب بھیجا ہے تم اس سے وفا کرکے تو دیکھو کائنات کی شہنشاہی تمہارے نام نہ کردوں تو کہنا، پھر دیکھنا تمہارے اوپر میں کون کون سی رحمتوں کا نزول فرماتا ہوں۔آپ دیکھیں صلاح الدین ایوبی ہیں۔نورالدین زنگی کو دیکھ لیجئے، کس قدر عزت واکرام کے حامل افراد ہیں کتنی ان کی عظمتیں اور شہرتیں ہیں، کس بنا پر؟ محض اسلئے کہ انہوں نے اپنے نبی سے وفا کی ہے، علماء کرام میں دیکھ لیجئے، شاعروں میں دیکھیں۔غالب بھی شاعر ہے، ذوق بھی شاعر ہے، داغ بھی شاعر ہے اسکے علاوہ اور ابھی اردو کے بڑے بڑے شاعر ہیں لیکن جو مقام جو رتبہ ومرتبہ حضرت علامہ اقبال کے نصیب میں آیا کسی اور کے صفحہ قسمت میں کہاں؟ کیوں؟ محض اپنے نبی سے محبت کی بنا پر۔بلکہ جس جس نے اس کریم آقا سے وفاداری کا دم بھرا ہے رب کائنات نے اس پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمایا ہے۔

اسلئے حضرات گرامی! ہم کو چاہئے کہ ہم غور وخوض کریں آیا ہماری کوئی دینی ذمہ داری ہے کہ نہیں ہمیں اپنے آقا کو خوش کرنے کیلئے کونسا کام کرنا چاہئے، نبی کریم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کونسا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے اور خاص طور پر وہ حضرات جن کو رب نے جوانی عطا فرمائی ہے حدیث پاک میں آتا ہے جناب سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ جوانی اور حسن دونوں عطا فرمائے وہ بندہ اپنی جوانی بھی اور اپنا حسن بھی اپنے اللہ کی رضا کیلئے وقف کردے اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے اپنے اس بندے پر فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے یہی تو ہے جو میرا سچا بندہ ہے اب اس حدیث پاک کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھیں کہ ہمارے نوجوانوں کا کیا حال ہے۔کوئی کسی کا سپاہی بنا پھرتا ہے کوئی کسی کا ٹاؤٹ اور کوئی کسی کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔جوانیاں ضائع، دل ویران اور عقلیں برباد ہورہی ہیں، لیکن اگر فرض کیا جائے کہ بندہ حضور ﷺ کی رضا کو اپنی منزل مقصود بنالے تو پھر آدمی کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے وفا کی جائے، آپ کے ساتھ نبھا کیا جائے، آپ ﷺ کے تذکار جمیلہ کو عام کیا جائے تو پھر کیا کچھ نہیں ہوسکتا۔کل میرے پاس راولپنڈی سے میاں بیوی آئے دونوں عنقریب عمرہ کرنے کیلئے جا رہے ہیں میں اس عورت کو بڑی مدت سے جانتا ہوں۔بہن نیک اور پارسا خاتون ہے اور گاہے بگاہے اس کو بزرگان دین کی زیارات بھی ہوتی رہتیں ہیں، بلکہ راولپنڈی میں بھی یہ اپنی قائم کردہ اکیڈمی بنام باجوہ اکیڈمی بہت شہرت کے حامل ہیں اس اکیڈمی کے بہترین نتائج ہوتے ہیں بہر حال یہ خاتون مجھے کہتی ہے کہ پچھلے دنوں ہم نے محفل میلاد منعقد کی تو میں اس محفل میں زاروقطار رورہی تھی کہ روتے روتے اچانک مجھے سرور

کائنات ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے کچھ خدام تھے ان میں سے ایک کو آپ ﷺ نے فرمایا! ان کا بھی نام لکھ لو کیونکہ انکی بھی حاضری قبول ہوگئی ہے، حضور ﷺ کے اس فرمان سے گفتگو مبارک کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس محبوب کی محفل میلاد منعقد کرتا ہے وہ خداموں سے خود اس کا نام لکھوا لیتے ہیں، یہ گویا ایک بہت عظیم بات تھی، پھر کہتے ہیں میرا نام لکھا گیا اور اسی کی برکت سے ہمارا عمرے کا پروگرام بنا۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم ﷺ تو کسی کی اتنی بھی نیکی نہیں رکھتے اس کو کما حقہ جزا عطا فرماتے ہیں۔ تو جو نوجوان اپنا تن من دھن حضور ﷺ کی خاطر وقف کر کے میدان میں نکلے، اقبال کا شاہین بن جائے، شیر خدا کا مشیر بن جائے خالد بن ولید کی تلوار بن جائے تو پھر اسے سرکار دو عالم ﷺ کیسے کیسے لطف و کرم سے نہ نوازیں گے۔

اللہ ذوالجلال نے اپنے محبوب مکرم علیہ التحیۃ والثناء کو مرکز محبت ٹھہرایا ہے اور پوری کائنات میں آپ کو ایسا مقام محبوب عطا فرمایا ہے کہ انسان، حیوان فرشتے جانور بلکہ پہاڑ تک بھی اس محبوب سے محبت کرتے ہیں، سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

احد جبل یحبنا و نحبه

احد دیکھنے میں تو ایک پہاڑ ہے لیکن وہ ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں محبت تو ہوتی ہے دل میں آیا پہاڑ کا دل ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ سرکار ﷺ کو ان سے بھی محبت ہوتی ہے جن کا دل نہیں ہوتا اور جن کا دل نہیں ہوتا انکی بھی ہر بات جانتے ہیں چہ جائیکہ دل والوں کی نہ جانیں۔ محبوب کریم ﷺ سے لکڑیوں کو محبت تھی روایات میں آتا ہے حضور ﷺ مسجد نبوی میں لکڑی کے لگے تنے سے ٹیک لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے کچھ لوگوں نے عرض کی حضور! آپ کیلئے منبر نہ بنالیں۔ چنانچہ حضور ﷺ کیلئے منبر بنایا گیا جو کہ اس تنے سے کوسوں دور نہیں بلکہ ایک یا دو قدم کے فاصلے پر رکھا گیا حضور ﷺ وعظ فرمانے لگے تو وہ تنا ہجر رسول میں رو پڑا، بقول مولانا روم علیہ الرحمہ

استن حنانہ در ہجر رسول

نالہ میزد ہمچو رباب عقول

کہ وہ لکڑی کا تنا ہجر رسول ﷺ میں ایسے روتا تھا جیسے عقل والے لوگ روتے ہیں اور اس تنے کا رونا صرف حضور ﷺ نہ سنتے تھے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سنتے تھے، پھر کیا ہوا آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے اس تنے کے قریب آ کر اس پر اپنا دست مقدس پھیرا تو وہ تنا ایسے ہی آہستہ آہستہ چپ ہوا جیسے ایک بچہ رو رہا ہو اور ماں اس کو چپ کروانے کیلئے اس پر اپنا پیار بھرا ہاتھ پھیرے اور وہ آہستہ آہستہ چپ ہو جاتا ہے۔

ذرا خیال فرمایئے جس محبوب کا عشق ایک لکڑی کے سینے میں ہے پہاڑوں کے ذرے ذرے میں ہو اس محبوب کے عشق کا کلمہ خوانوں پہ کتنا حق ہے، پہاڑوں اور جانوروں کی بات تو چھوڑیئے انسانوں کے اس محبوب دلربا کے عشق میں عجیب عجیب واقعات ہیں۔

حضرت ذوالبجادین رضی اللہ عنہ مکہ شریف میں رہتے تھے انکے والد کا انتقال ہوگیا، انکی والدہ نے ان کے چچا سے نکاح کرلیا۔ چنانچہ گھر کا سارا ساز و سامان چچا کے گھر منتقل ہوگیا انکے چچا نے ان کو اونٹ چرانے پر معمور کردیا، چنانچہ روزانہ اونٹ چروانے کیلئے باہر تشریف لے جاتے۔ اس دوران اگر کوئی ایسا خوش نصیب ملتا جو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دے کر واپس آرہا ہوتا تو اس سے پوچھتے کوئی نئی آیت نازل ہوئی ہے اگر ہوتی تو اسے فوراً حفظ کر لیتے الغرض اسی طرح وقت گزرتا گیا، کچھ عرصے کے بعد حضور ﷺ نے مدینہ شریف ہجرت فرمائی، اسکے بعد فتح مکہ ہوا۔ ہزاروں لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے لیکن انکا چچا ایمان نہ لایا۔ حضور نبی کریم ﷺ واپس مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ ایک دن یہ اپنے چچا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہزاروں لوگ نبی پاک ﷺ پر ایمان لے آئے، لیکن مجھے اس بات پر نہایت افسوس ہے کہ آپ ابھی تک ایمان نہیں لائے حالانکہ اس وقت تو اسلام کی نہریں بہہ رہی ہیں میں تو آپ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں، چچا کہنے لگا، اچھا، یہ بات ہے تو میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا، تمہارے کپڑے بھی اتروالوں گا اور جائیداد میں سے تمہیں ایک پائی بھی نہ دوں گا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا بالآخر ماں نے ایک کمبل دیا، کمبل کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک کو کمر سے باندھ لیا اور ایک اوپر لے لیا، اور مسافرانہ و عاشقانہ انداز میں بارگاہ سید الکونین ﷺ کیطرف چل

پڑے اسی حالت میں سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے، حضور ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ اور کمبل کے دونوں ٹکڑوں کی مناسبت کیوجہ سے ذالبجارین لقب عطا فرمایا، ایک دن یہ اپنے انداز میں قرآن حکیم کی تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا۔ اس خیال سے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ ہے گویا آہستہ پڑھا جائے۔ حضور ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس کو کچھ نہ کہا کرو۔ گویا اس کا کوئی اور حساب کتاب ہے یہ تو عشق میں سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آیا ہے، بہر حال کچھ دنوں کے بعد تبوک کا میدان قائم ہوا۔ حضرت ذالبجارین وہاں گئے، اور بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ جناب صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ان کی قبر کھود رہے تھے اور کسی صحابہ نے لالٹین وغیرہ پکڑی ہوئی تھی۔ اس لمحے آپ ﷺ ان کیلئے دعا فرما رہے تھے کہ یا اللہ! میں اب تک اس پہ راضی ہوں تو بھی اس پہ راضی ہو جا۔ پھر کہتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہ الرضوان رو رو کر یہ کہتے تھے کہ کاش اس جگہ ہم ہوتے اور حضور ﷺ کی رضا کا ٹیفکیٹ ہمیں نصیب ہوتا ہے۔

عزیزان گرامی قدر!

اب بھی سب کچھ ہے محبت کے خریداروں کو
حسن یوسف بھی ہے اور مصر کا بازار بھی ہے

اب بھی کوئی اس محبوب دلربا سے وفا کر کے تو دیکھے، رب ذوالجلال کے فضل و کرم سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے باقاعدہ جواب بھی ملتا ہے اور رسید بھی ملتی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال مبارک ہوا۔ ملک شام کے ایک بزرگ کی خواب میں جناب سید عالم ﷺ تشریف لائے، انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے آپ ﷺ کسی کا انتظار فرما رہے ہیں، عرض کی حضور! کسی کا انتظار ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں، احمد رضا ہندی کا انتظار کر رہا ہوں۔ وہ بزرگ صبح بیدار ہوئے سرہند شریف کا قصد کیا، وہاں پہنچے، اعلیٰ حضرت کے بارے میں پوچھا، کسی نے بتایا وہ فلاں تاریخ کو وصال فرما گئے ہیں۔ جو تاریخ حضور ﷺ نے جناب اعلیحضرت کے انتظار کی فرمائی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہی تاریخ اعلیٰ حضرت کے وصال کی تھی۔ بات کرنیکا مقصد یہ ہے کوئی اس محبوب سے یاری لگا کر پھر نبھا کر تو دیکھے حضور ﷺ کیسی کیسی رحمتیں فرماتے ہیں۔

حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کو خواب میں اشارہ ہوا کہ آپ سرہند شریف جائیں صبح ہوئی ایک مست ملنگ بھی آپ کی بارگاہ میں آیا، آکر کہنے لگا، حضور! گذشتہ رات جو آپ کو خواب آیا ہے، بہت شاندار خواب ہے آپ اس پہ فوری عمل کیجئے، اس میں آپ کا بڑا فائدہ ہے چنانچہ آپ نے فوراً سرہند شریف کا قصد کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دربار مقدس پہ حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں ایک گھنٹہ تک روضہ مبارک پہ یوں محسوس ہوا جیسے حضرت مجدد پاک بالکل سامنے تشریف فرما ہیں اور میرے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں، گفتگو کے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا، اقبال! مبارک ہو تم پہ نبی پاک ﷺ راضی ہو گئے ہیں، کیونکہ جو کام تمہارے ذمے تھا وہ تم نے پورا کر دکھایا ہے۔

زائران حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

یارسول اللہ ﷺ! ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں جو آپ کے باغی ہیں، جو آپ سے پھر گئے ہیں۔ اس زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب فرشتہ اجل آن پہنچے لیکن بندے کو اپنے دل میں عہد کر لینا چاہئے کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا ہوں۔ آپ کے ہر مخالف سے میری جنگ ہے جو لوگ امت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے ساز باز کرتے ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یارسول اللہ ﷺ میں بس آپ کا غلام ہوں۔ پھر اس عہد پر تھوڑا بہت عمل کر کے دیکھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کیسے مہربان و شفیق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ آمین!

......☆......

محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

علامہ محمد عطائے آسوی
بہاولپوری

ترجمانِ حقیقت حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی رحمتہ اللہ علیہ نے ''شیران اسلام'' کے نام سے فدایانِ مصطفٰے کی ایک عظیم تحریک بنائی۔ جو حضور مفکر اسلام کے فیضان سے جناب صاحبزادہ محمد عطاالحق نقشبندی حسینی دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں اسی طرح ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ جس طرح آپ کے ظاہری زمانے میں تھی۔ یہ قافلہ تیزی کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچنے کیلیئے جہاد عمل کی راہوں سے گزر رہا ہے اور اس مقصد کو پانے کیلیئے دن رات محنت کر رہا ہے۔ جس کی نشاندہی بانی شیران اسلام نے کچھ اس انداز میں فرمائی ہے۔

رسول اللہ توں صدقے جان میری   اے فانی زندگی قربان میری

اسی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو عام کرنے، اسی محبوب کریم کا ذکر خیر کرنے، حب خدا اور عشق مصطفٰی کی شمع روشن کرنے، غیرت مصطفٰی سے دلوں کو سرشار کرنے اور محبت و غیرت کے تقاضوں سے روشناس کرنے کیلیئے شیران اسلام کا قافلہ گلی گلی، نگر نگر میں پوری صلاحیتوں کے ساتھ اپنے حصے کا دیا جلانے کیلیئے سرگرم عمل ہے۔

چنانچہ اسی سلسلہ میں 31 مئی 2007ء کو مدیر مجلّہ الحقیقہ جناب افتخار احمد ممنون آسوی، استاذی جناب مفتی محمد شاہد اقبال صاحب نقشبندی اور ان کے ہمراہ چند ساتھی جامعہ انوار لاثانی، پنڈی سیناں میں نوجوانان شیران اسلام کے نوجوانوں سے ملے۔ اور انہیں شیران اسلام کے نئے تحریکی پروگراموں سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ ہم کس طرح اس کی ترویج و ترقی کیلیئے کام کر سکتے ہیں۔

جناب ممنون آسوی نے نوجوانوں کو بتایا کہ ہم اخلاق حسنہ کے ذریعے لوگوں کے دل جیت سکتے ہیں اور ہمیں خود کو اخلاقی طور پر اس قدر بہتر کرنا ہوگا کہ لوگ دیکھتے ہی کہہ دیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو واقعی ایسا ہونا چاہیئے اگر کسی سے غلطی سرزد ہو جائے تو تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو بہتر انداز سے سمجھانے کی سعی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اخلاق حسنہ انسان کو وہ بلندی اور عروج عطا کرتا ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر رشک کرتے ہیں۔ جیسا کہ اخلاق کے بارے میں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اس کے بعد 'نوائے وقت' کے نامہ نگار جناب ڈاکٹر ندیم صاحب سے ملاقات کی۔ تو دوران گفتگو 'بانی شیران اسلام' کا ذکر خیر چھڑ گیا تو جناب ڈاکٹر ندیم صاحب نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ وہ شخصیت ایک بین الاقوامی شخصیت تھی۔ دنیا میں ان کا ایک نام ہے یورپ میں ان کا شہرہ عام ہے اور آپ کے وصال شریف پر مختلف ممالک میں ان کی خبریں چھپی تھی۔ علم و ادب کی دنیا میں ان کا ایک مقام ہے۔ ایسی ہی شخصیات دھرتی کے ماتھے کا جومر ہوتی ہیں ساری کائنات ان پر فخر کرتی ہے۔ دنیا والے ان کے حضور سلام نیاز پیش کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور ان کے در کی گدائی کو دنیا و عقبٰی میں کامیابی کی ضمانت گردانتے ہیں۔

اس کے بعد تقریباً رات آٹھ بجے یہ قافلہ چک سانبلی پہنچا۔ جہاں پر اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ وہاں پر جناب ممنون آسوی نے نوجوانوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ''شیران اسلام'' کا مقصد اس امت میں انتشار پھیلانا نہیں بلکہ اس امت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت کو فروغ دینا ہے۔ دنیا والوں کو امن وسلامتی کا پیغام دینا ہے اور ان تمام عناصر کو بے نقاب کرنا ہے جو امت مسلمہ میں فساد برپا کرتے ہیں، ملک کو توڑنے کی بات کرتے' ہیں، سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کو نکالنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں، ان کو اسلام سے کوئی سروکار اور نہ اہل اسلام سے کوئی دلچسپی ہے۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا کسی سے ذاتی جھگڑا نہیں اور نہ ہی ہم کسی مسلمان سے قطع تعلق کرنے کے قائل ہیں۔ ہمارا ایک اپنا معیار ہے اور میرے خیال میں ہر شخص کا یہ معیار ہونا چاہئے کہ جب اللہ کے محبوب اعظم کی بات آئے۔ ان کی عزت وعظمت کی بات آئے' ان کے کمالات کی بات آئے، ان کے حسن جمال کی بات آئے، ان کے علم وتصرفات کی بات آئے، ان کے اختیارات کی بات آئے تو اس کی حفاظت کی خاطر تن من دھن قربان کر دو اور ان کی شان وعظمت میں کوئی آنچ نہ آنے دو چاہے اس کے مقابلے کوئی یہودی ہو عیسائی، کوئی ہندو ہو یا سکھ، کوئی مولوی ہو یا پیری کے لبادے میں ہو، کوئی نام نہاد حکیم الامت ہو یا مفتی کیونکہ ہم کسی مولوی، پیر یا مفتی کی عزت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے پھر اگر کوئی مولوی یا مفتی اسی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بکواسات کرے، ان کے علم وتصرفات کا انکار کرے۔ ان کے اختیارات کو تسلیم نہ کرے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہم اسے اسلام کا دشمن سمجھتے ہیں اس لئے کہ وہ رسول اکرم وافخم ﷺ کا دشمن ہے۔

اس کے بعد تقریباً 9 بجے چک نہالہ (جو مفتی محمد شاہد اقبال نقشبدی آسوی صاحب کا گاؤں ہے) پہنچے۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ یہاں پر نوجوانان شیران اسلام کی کافی تعداد موجود تھی۔ جن سے بات جیت کا سلسلہ شروع ہوا اور پھر تقریباً رات دو بجے تک گفتگو جاری رہی۔ جس میں جناب ممنون آسوی نے فرمایا کے ایمان کا دارومدار حب خدا اور عشق مصطفیٰ پر ہے جب تک یہ محبتیں ہمارے دلوں میں موجزن رہیں گی اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اپنے مشن کو حاصل کرنے سے نہیں روک سکتی لیکن یاد رکھئے گا۔ محبت ہم سے کچھ تقاضا کرتی ہے۔ جس سے محبت وعشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا، ہر فعل اور ہر بات جان ودل سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ چنانچہ اس محبت کے پیش نظر ہمیں ہر وہ کام کرنا چاہئے جس کا ہمارے آقا و مولا تاجدار مدینہ ﷺ نے حکم دیا اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرنے کیلئے دن رات کوشش کرنی چاہئے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لانے چاہئیں اس مقصد کیلئے ہم نے ایک پروگرام تشکیل دیا ہے کہ مختلف علاقوں میں مہینے میں ایک دفعہ شب بیداری کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ جن میں عقائد کے ساتھ ساتھ اعمال پر بھی بھر پور توجہ دی جائے اور عوام الناس کو مختلف مسائل سے آگاہ کیا جائے۔

اس کے بعد دعائے خیر کی گئی کہ یا اللہ شیران اسلام پاکستان، کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرما۔ ہمارے ویران دلوں میں محبت مصطفیٰ کی بہاروں سے مزین فرما دے اور صحیح معنوں میں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ پھر لنگر شریف تقسیم کیا گیا جس کا انتظام استاذی جناب مفتی محمد شاہد اقبال صاحب نقشبندی آسوی نے کیا تھا۔ پھر تقریباً پونے تین بجے واپسی ہوئی اور فجر کی نماز پنڈی سنیاں میں باجماعت ادا کی گئی۔

حضور مفکر اسلام سیمینار

23 جون بروز ہفتہ 2007 کو موضع پنڈی سینیاں تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال ایک عظیم الشان حضور مفکر اسلام سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت پیکر غیرت وحمیت مرد مومن مرد حق جناب صاحبزادہ محمد عطاء الحق صاحب زیب سجادہ حضور مفکر اسلام نے فرمائی۔ اس میں خصوصی خطاب مبلغ عرب وعجم پیکر شرافت پیر طریقت جناب صاحبزادہ محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب زیب سجادہ محدث ابدالوی کا تھا۔ صاحبزادہ نور

المصطفیٰ رضوی صاحب نے ''حضور مفکر اسلام سیمینار'' سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور مفکر اسلام تاریخ ساز، علمی، روحانی اور فکری شخصیت تھے۔ آپ فنافی الشیخ کے مقام پر فائز تھے۔ زندگی کا ہر لمحہ محبت رسول ﷺ میں گزارا۔ حضور مفکر اسلام ذہن سازی، کردار سازی، اخلاق سازی میں اپنا بہترین کردار فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ انہوں نے فرمایا مجلۃ الحقیقہ، جامعہ نقش لاثانی، اور شیران اسلام آپ کے انمول تحفے ہیں۔ حضور مفکر اسلام کی زندگی کی ہر ساعت خدا اور اس کے رسول ﷺ کیلئے وقف تھی۔ آپ جب تک دنیا فانی میں رہے۔ اسلام کی سربلندی اور اسلامی اقدار کی بحالی کیلئے کوشاں رہے۔ آپ کے وصال شریف کے بعد بھی ان کا مشن شیران اسلام کی صورت میں دنیا کے کونے کونے تک جاری ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھ وہ دین کا سچا سپاہی بن گیا اور عزت ناموس رسالت پر کٹ مرنے کیلئے تیار ہو گیا۔

جناب صاحبزادہ محدث ابدالوی کے علاوہ شیران اسلام کے مرکزی رہنما خواجہ ناصر رحمانی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور مفکر اسلام کے مشن کیلئے ہم ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہیں اور یہ مشن انشاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ حضور مفکر اسلام نے مجھے فرمایا تھا کہ خواجہ صاحب یہ اولیاءاللہ کی تنظیم ہے اور اس تحریک کا مشن تحفظ حقوق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جناب صاحبزادہ خواجہ ناصر رحمانی صاحب کے علاوہ مفتی شاہد اقبال صاحب اور مفتی سعید احمد قادری صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ نقابت کے فرائض علامہ سعید عامر نقشبندی صاحب نے سرانجام دیئے۔

اس عظیم الشان سیمینار میں مرکزی ناظم اعلیٰ جناب محمد عاصم صاحب ایڈووکیٹ، صوبائی ناظم رانا آفتاب احمد خاں اسلام آباد، جناب عبد الرشید صاحب اسلام آباد، نبیل الرسول صاحب ضلعی امیر لاہور، حسن محمود صاحب لاہور، اور اس سیمینار کے مہمان خصوصی جناب چوہدری وقار احمد ایڈووکیٹ وسابق ضلعی نائب ناظم حافظ رضوان مسعود صاحب نے شرکت فرمائی۔ اس کے علاوہ چوہدری محمد اکرم ایس آئی، چوہدری نعیم الرحمٰن پریس سیکرٹری شیران اسلام، چوہدری وقار احمد، قاری خورشید احمد، قاری سلامت علی، ڈاکٹر مقبول احمد، ماسٹر ذوالفقار احمد، کامران اصغر خاں اس کے علاوہ شیران اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے شرکت فرمائی۔ سیمینار کے آخر میں صاحبزادہ محمد عطاالحق نقشبندی صاحب نے کارکنوں کی چادر پوشی فرمائی اور پنڈی سیبنیاں کے نوجوانوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس پروگرام کے انچارج حافظ محمد عمران آسوی اور چوہدری ناصر محمود صاحب تھے۔ تمام شرکاء نے پروگرام کی کامیابی پر ان کو مبارکباد دی۔

عرس حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

آپ کا وصال شریف 8 اگست کو ہوا تھا اسی مناسبت سے نقش لاثانی نگر میں پہلا سالانہ عرس حضور مفکر اسلام ہو رہا ہے۔ اور اسلامی تاریخ کے مطابق ۱۲ رجب المرجب موضع چک نہالہ میں آپ کا پہلا سالانہ عرس مبارک آ رہا ہے۔ تمام عقیدتمندان سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

عظیم تر بنائیں گے پیارے پاکستان کو

شیران اسلام پاکستان کی عظیم تر پاکستان مہم کے آغاز پر مرکزی ناظم اعلیٰ کا خطاب

محمد یاسر نصیر مجددی نائب امیر دوئم پنجاب (اسلام آباد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمہوریت کی بحالی، عدلیہ کی آزادی، قانون کی بالادستی اور آزادی صحافت کیلیے سرگرم، پاکستان بنانیوالے علماؤ مشائخ اہلسنت کی فکر اور مشن کی امین شیران اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عاصم محمود ایڈووکیٹ کے ہمراہ امیر صوبہ پنجاب علی اصغر چوہدری، ناظم اعلیٰ پنجاب رانا محمد آفتاب و دیگر رہنماوؤں کا اسلام آباد میں صحافیوں سے اظہار خیال۔ پاکستان کو جو اندرونی و بیرونی خطرات درپیش ہیں۔ ان کا تقاضا ہے کہ تمام فیصلے فرد واحد کرنے کی بجائے منتخب پارلیمنٹ اور ملک کی سیاسی جماعتیں کریں جو عوام کو جوابدہ بھی ہیں۔ ہمارے یہاں اب تک جتنے بھی فوجی حکمران آئے انہوں نے آئین کی تشکیل وترمیم تک تمام فیصلے خود کیے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر جنرل ایوب خان کو صدراتی نظام پسند آیا، تو صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے غیر جمہوری نظام اور مجلس شوریٰ کا رستہ اختیار کیا، جبکہ صدر جنرل پرویز مشرف نے اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے لبادے میں کنٹرولڈ ڈیمو کریسی کا نظام اختیار کیا۔ وہ پارلیمنٹ، عدلیہ، وزیراعظم سمیت کسی کو بھی خود سے زیادہ با اختیار نہیں دیکھنا چاہتے۔ چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری نے حکومتی دباؤ میں آئے بغیر فیصلے کیے تو وہ انہیں ناگوار گزرے۔ پاکستان جمہوری طریقے سے بذریعہ ووٹ وجود میں آیا لہذا

ہمارے تمام فیصلے بھی ووٹ کے ذریعے ہونے چاہئیں۔لیکن یہاں بیلٹ کی جگہ بلٹ نے لے لی۔اس وقت امریکہ سمیت یورپی یونین اور دولت مشترکہ بھی وردی کے ایشو کو اٹھا رہے ہیں اور صدر جنرل پرویز مشرف پر دباؤ بڑھ رہا ہے کہ وہ وردی اتار دیں۔اس سے پہلے کہ امریکہ اپنے مفادات اور حکومت کی تبدیلی کیلئے سازشوں کا جال بچھائے صدر مشرف کو وردی اتارنے کا اعلان کر دینا چاہئے۔لیکن بد قسمتی سے ان کے گرد بعض ایسے مفاد پرست لوگ موجود ہیں جو انہیں اپنے مفاد کی خاطر صحیح راستہ دکھانے کی بجائے پانچ برس مزید وردی میں ہی رہنے کا مشورہ دے رہے۔وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ تمام ادارے اپنے اپنے دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے فرائض سرانجام دیں اور ایک دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔عدلیہ،مقننہ اور انتظامیہ سب کو اپنا اپنا کام کرنے دیا جائے جس طرح کوئی ادارہ فوج کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا۔اگر تمام ادارے آئین و قانون کے اندر رہتے ہوئے کام کریں گے تو اس سے ادارے مضبوط ہوں گے اور جمہوری کلچر کو فروغ ملے گا۔پاکستان اور دنیا کی سیاسی تاریخ گواہ ہے کہ فوج کی نسبت منتخب عوامی نمائندوں نے زیادہ اچھے اور درست فیصلے کئے ہیں۔موجودہ حکومت نے تمام تر اختیارات اور فرینڈلی اپوزیشن ہونے کے باوجود جو سنگین غلطیاں کیں ہیں وہ پوری قوم کے سامنے ہیں۔اگر ایسی غلطیاں کسی جمہوری اور منتخب حکومت نے کی ہوتیں تو اب تک اسے کئی بار بر طرف کیا جا چکا ہوتا۔صدر جنرل پرویز مشرف کو چاہئے کہ وہ اپنے اردگرد موجود مفاد پرست عناصر کی باتوں میں آنے کی بجائے پاکستان کو اس کے اصل راستے پر گامزن ہونے دیں۔بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے جمہوری جدوجہد اور ووٹ کی طاقت کے ذریعے پاکستان حاصل کیا یہ سے پاکستان بھی مضبوط ہوگا اور ادارے بھی۔

انہوں نے کہا کہ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا پر حملے پاکستانی تاریخ کے بدترین واقعات ہیں اور یہ آزادی صحافت پر شب خون ہے۔ان واقعات کے پیچھے بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومتی حلقوں کا ہاتھ ہے جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

انہوں نے کہا کہ روشنیوں کے شہر کراچی کو ایک مرتبہ پھر تاریکیوں کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔12 مئی کے دن حکومت سندھ کی سرپرستی میں انسانی خون کی ہولی کھیلی گئی جبکہ ابھی سانحہ نشتر پارک کا زخم بھی تازہ ہے۔مگر حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے ملکی بقاء داؤ پر لگائی ہوئی ہے۔اس وقت پاکستان مذہبی،سیاسی و لسانی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔جس سے ملکی وحدت کو شدید خطرہ ہے۔زبان کے نام پر حکومتی حلیف جماعت ایم کیو ایم کراچی میں اور اسلام کے نام پر جامعہ حفصہ کے مولوی اسلام آباد میں جو حالات پیدا کر رہے ہیں وہ ملک کو خانہ جنگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

عالم اسلام کی صورتحال پر انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتیں متحد ہو کر مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتی ہیں۔اسرائیل اور بھارت کے ایجنٹ ہماری صفوں میں گھس کر پاکستان کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لہٰذا ہم میں سے جو جہاں اور جس مقام پر ہے اسے چاہئے کہ وہ اتحاد و بھائی چارے کی فضا قائم رکھنے کیلئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔کیونکہ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے آپس کے اختلافات،حکمرانوں کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔امت مسلمہ اگر انتشار کا شکار نہ ہوتی اور دنیا کے پچاس سے زائد اسلامی ملک اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دیتے تو آج ملت اسلامیہ کی حالت اس قدر خستہ نہ ہوتی۔

ان حالات میں اسلام کی سربلندی اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار شیران اسلام پاکستان نے ''عظیم تر پاکستان مہم'' چلانے کا فیصلہ کیا ہے۔جو کہ یکم جون سے 14 اگست تک جاری رہے گی۔تاکہ عوامی سطح پر ان حالات اور ان کے سدباب کا شعور بیدار کیا جائے جس سے عظیم تر پاکستان کی

راہ ہموار ہو سکے۔اس مہم کے دوران **11** تا**27** جون دستخطی مہم سپریم کورٹ شاہراہ دستور اسلام آباد سے شروع ہو رہی ہے۔اس موقع پر زندگی کے تمام شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے محبّ وطن غیور عوام سے دستخطی مہم کے ذریعے رائے لی جائے گی۔یہ مہم راولپنڈی، لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان اور بھاولپور ڈویژن میں بھی چلائی جائے گی۔اس طرح یکم تا**27** جولائی ''عظیم تر پاکستان سیمینارز'' احتجاجی مظاہرے اور پریس کانفرنسز ہوں گی۔ جبکہ یکم تا**14** اگست تنظیم کے مرکزی وصوبائی قائدین ملک بھر کے منتخب اضلاع کا دورہ کریں گے۔

......☆......

زینت صدق وصفا سے کر مجھے آراستہ　　مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

۱۳۷۰ھ تا ۱۴۲۸ھ

اٹھاون (۵۸) سالہ مجاھدانہ دینی و مسلکی خدمات پر

ہم عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت...... بقیۃ السلف حجۃ الخلف، پیکر صدق وصفا، فخر ملت اسلامیہ، پاسبان مسلک رضا، فیض یافتہ امیر ملت، پروردۂ نگاہ فقیہ اعظم کوٹلوی، نائب محدث اعظم پاکستان، عالم باعمل، نباض قوم، مجاہد ملت، فضیلۃ الشیخ، حضرۃ العلام، قبلہ مولانا الحاج

پیر مفتی ابوداؤد **محمد صادق قادری رضوی** صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ گوجرانوالہ شریف

.... کو **مبارک باد** پیش کرتے ہیں!

آپکی دینی خدمات کا اجمالی خاکہ: (۱) آپ جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے بانی ہیں۔ (۲) گوجرانوالہ شہر جو کسی زمانہ میں نجدیت کا گڑھ تھا، مگر آج بفضلہ تعالیٰ آپکی بے مثال کاوشوں سے سنیت ورضویت کا مثالی مرکز ہے۔ (۳) ماشاء اللہ آپ ۵۸ سال سے مسلسل گوجرانوالہ میں عید میلاد النبی ﷺ کے مرکزی جلوس کی قیادت فرما رہے ہیں۔ (۴) ۵۸ سال سے گوجرانوالہ کی قدیم ترین مشہور زمانہ اسم بامسمیٰ ’تاریخی‘ مرکزی جامع مسجد زینت المساجد کی امامت وخطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ (۵) آپ اہلسنت کے عظیم الشان بین الاقوامی شہرت یافتہ مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کے بانی ومہتمم اور جید علماء ومشائخ کے استاذ ہیں اور اندرون پاکستان کے علاوہ آپ کے سینکڑوں مریدین اور تلامذہ مڈل ایسٹ عرب ممالک اور یورپ وامریکہ وغیرہ میں بھی اشاعت وتبلیغ دین میں مصروف ہیں (فالحمد للہ علی ذالک)۔ (۶) آپ اہلسنت کے ۴۹ سالہ انٹرنیشنل محبوب ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ (۷) آپ مسلسل شب وروز وعظ وتبلیغ میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ (۸) آپکے مرتب فرمائے ہوئے تبلیغی اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں پورے عالم اسلام میں مقبول ہیں۔ (۹) آپ درجنوں کتب کے مصنف ہیں۔ (۱۰) سلسلۂ بیعت وارشاد میں بھی آپ کا فیض وسیع پیمانہ پر جاری وساری ہے۔ (۱۱) خدمت دین کے سلسلہ میں اور کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں چار بار گوجرانوالہ، بہاولپور اور میانوالی کی جیلوں میں آپکو قید وبند کی صعوبتیں پیش آئیں اور پھانسی کے لئے کوٹھڑی میں بند رکھا گیا اور ہتھکڑیاں لگا کر بہاولپور تا میانوالی قیدی بنا کر طویل سفر کرایا گیا مگر بحمد اللہ آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ (۱۲) آپ کے دروس قرآن وحدیث سے ماشاء اللہ لاکھوں حضرات مستفیض ہوئے اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ (۱۳) آپ نے سینکڑوں فتاویٰ مبارکہ تحریر فرمائے۔ (۱۴) آپ نے آج تک شناختی کارڈ نہیں بنوایا بلکہ حج شریف بھی بغیر تصویر کے کیا اور شناختی کارڈ میں تصویر کے لزوم کے خلاف آپ نے شریعت کورٹ، ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ میں قانونی جدوجہد کی...... نہ شناختی کارڈ بنوایا نہ ہی پاسپورٹ۔ (۱۵) آپ نے ہر دور میں، ہر حال میں، ہر حکومت کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا اور بحمد اللہ کبھی بھی کسی جابر سے مرعوب نہ ہوئے...... الختصر حضرت کی نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط تبلیغی، تعمیری اور تقریری زبردست عملی خدمات کے اپنے اور بیگانے سے ہی معترف ہیں۔ (ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)۔

حال ہی میں مئی ۲۰۰۷ء میں نبی کریم ﷺ کی شان میں کتاب لکھنے کی پاداش میں وہابیوں نجدیوں نے حکومت سے مل کر آپ پر دہشت گردی کا مقدمہ کر دیا جس سے نبی کریم ﷺ کے طفیل سنیوں کا بول بالا ہوا اور وہابیوں نجدیوں کا منہ کالا ہوا۔

دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے سے آپکو سلامت باکرامت تا قیامت صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین) مسلسل

منجانب: صوفی محمد اقبال رضوی سیالکوٹ ۰۵۲۰۳۶۱۱۴۳۲

تعاون خصوصی: رفیق خاص الحاج محمد حفیظ نیازی

Monthly
Mujallah
AL-HAQIQA
July 2007
Reg. No. C.P.L 590

جل جلالہٗ
یارب العلمین

علیہ الصلوٰۃ والسلام
یارحمۃ للعلمین

غوث الاغیاث قطب الاقطاب فرد الافراد

سید الاسیاد، سند الاسناد، واہب الامداد شیخ یگانہ نشاء سرکار لاثانی، قیوم زمانی، قندیل نورانی شہنشاہ ولایت

اعلیحضرت عظیم البرکات حضور پیر

سید علی حسین شاہ نقش لاثانی
قدس سرہ النورانی

سالانہ

عرسِ مقدس

۲۷ جولائی بروز جمعہ

زیرِ صدارت

مخدوم اہل طریقت نازش اہل ولایت قائم فیضان شہنشاہ لاثانی حضور نقش ثانی

پیر سید کرامت علی حسین
دامت برکاتہم العالیہ

خادم اعلیٰ

پیکر شجاعت محبت مخزن خوبی و مروت

حضرت الحاج پیر سید شجاعت علی حسین شاہ صاحب مدظلہ

زبدۃ العارفین، عمدۃ السالکین
مصدر فیوض و برکات، پیکر انوار و تجلیات
منظور نظر نقش لاثانی، جان جاں لاثانی

اعلیحضرت پیر

سید محمد اسماعیل شاہ
رحمۃ اللہ علیہ

کا دوسرا سالانہ ختم شریف

بمقام

دربار شہنشاہ لاثانی
وحضور نقش لاثانی
علی پور سیداں شریف

زیر انتظام

جامع البرکات خازن سعادت حضرت پیر سید سعادت علی حسین مدظلہ

فخر الصالحین عمدۃ العابدین حضرت پیر سید امانت علی حسین مدظلہ